نمازِ جنازہ کی تکرار سے روکنے والی ممانعت

النھی الحاجز عن تکرار صلاۃ الجنائز

۱۳۱۵ھ

مصنف:

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا

النھی الحاجز عن تکرار صلاۃ الجنائز [۱۵]

(نمازِ جنازہ کی تکرار سے روکنے والی ممانعت) [۱۳]

مسئلہ از گڑہ پرگنہ منورہ ڈاکخانہ اوبرہ ضلع گیا مرسلہ مولٰنا مولوی کریم رضا صاحب رجب ۱۳۱۵ھ
بملاحظہ اقدس مولٰنا صاحب راس العلماء، تاج الفضلاء، جامع کمالات صوریہ و معنویہ جناب مولٰنا المولوی احمد رضا خاں صاحب ادام اللہ تعالٰی بالافادۃ۔ السلام علیکم! عرض ضروری یہ ہے مولوی محمد اسمٰعیل مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کے بھانجے اور شاگرد ہیں ایک مدت سے قصبہ مریٹ میں اقامت رکھتے ہیں غیر مقلد ہیں اور بیچارے غریب مقلدین کو اپنے مذہب میں لانا چاہتے ہیں، چنانچہ فی الحال ایک رئیس کی لڑکی مرگئی توان کے اصرار سے دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھی گئی انھوں نے علی رؤس الاشہاد کہہ دیا کہ تین روز تک جتنی بار جی چاہے نماز پڑھے۔ اس لئے حضور کو تکلیف دیتا ہوں کو جوابِ استفسار تحریر فرمایئے کہ افحام و اسکات مخالفین ہو۔ اور ترجمۂ عبارات بھی تحریر فرمایئے کہ جس مقام میں یہ فتوٰی بھیجا جائے گا وہاں کے لوگ اردو، فارسی جانتے ہیں۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ ولیِ میّت نے ایک بار نمازِ جنازہ کی لوگوں کے ساتھ پڑھی پھر دوسری بار انھی لوگوں کے ساتھ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ یا ما بعض شخص آخر نمازِ جنازہ پڑھی، تو یہ تکرارِ نمازِ جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر ولی اس مسئلہ سے ناواقف ہے اور بسبب اصرار کسی عالم کے اس نے دوبارہ نماز پڑھی تو وہ گنہ گار رہوگا یا وہ عالم یا دونوں میں کوئی نہیں؟

اور نمازِ جنازہ تین روز تک جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

الحمد للہ الذی جعل الارض کفاتا واکرم المومنین احیاءً واموتاً والصلوٰۃ والسلام علی من عمر القلوب بصلوٰتہ ونور القلوب فصلوتہ وعلی اٰلہ وصحبہ واھلہ وحزبہ اجمعین اٰمین!

سب خوبیاں اللہ تعالٰی کے لئے جس نے زمین کو جمع کرنے والی بنایا، اور اہلِ ایمان کو حیات و موت دونوں حالتوں میں عزت بخشی، اور درود و سلام ہو اُن پر جنھوں نے دلوں کو اپنے تعلقات سے آباد فرمایا اور قبروں کو اپنی نماز سے روشن کیا، اور ان کی آل، ان کے اصحاب، ان کے اہل، ان کے گروہ سب پر درود وسلام۔ الٰہی! قبول فرما۔ (ت)

نمازِ جنازہ کی تکرار ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک تو مطلقاً ناجائز و نامشروع ہے، مگر جب کہ اجنبی غیر احق نے بلا اذن و بلا متابعت ولی پڑھ لی ہو تو ولی اعادہ کرسکتا ہے۔ امام اجل برہان الملۃ والدین ابوبکر ہدایہ میں فرماتے ہیں:

ان صلی غیر الولی والسلطان اعاد الولی ان شاء لان الحق للاولیاء وان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ لان الفرض یتادی بالاول والتنفل بھا غیر مشروع ولھذا رأینا الناس ترکوا من اٰخرھم الصلوٰۃ علی قبر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وھو الیوم کما وضع۔[1]

یعنی اگر ولی و حاکم اسلام کے سوا اور لوگ نمازِ جنازہ پڑھ لیں تو ولی کو اعادہ کا اختیار کہ حق اولیاء کا ہے اور اگر ولی پڑھ چکا تو اب کسی کو جائز نہیں کہ فرض تو پہلی نماز سے ادا ہوچکا اور یہ نماز بطور نفل پڑھنی مشروع نہیں ولہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ تمام جہان کے مسلمانوں نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مزار اقدس پر نماز چھوڑ دی حالانکہ حضور آج بھی ویسے ہی ہیں جیسے جس دن قبر مبارک میں رکھے گئے تھے۔

امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

لوکان مشروعا لما اعرض الخلق کلھم من العلماء والصالحین والراغبین

یعنی اگر نمازِ جنازہ کی تکرار مشروع ہوتی تو مزار اقدس پر نماز پڑھنے سے تمام جہان اعراض نہ کرتا جس میں

---

[1] الہدایہ فصل فی الصلوٰۃ علی المیت مطبوعہ المکتبۃ العربیۃ کراچی ۱/ ۱۶۰

فی التقریب الیه علیه الصلوٰۃ والسلام بانواع الطرق عنه فهذا دلیل ظاهر علیه فوجب اعتباره۔[1]

علماء وصلحاء اور وہ بندے ہیں جو طرح طرح سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں تقرب حاصل کرنے کی رغبت رکھتے ہیں تو یہ تکرار کی مشروعیت پر کھلی دلیل ہے پس اس کا اعتبار واجب ہوا۔

اقول حاصل کلام یہ کہ نماز جنازہ جیسی قبل دفن ویسی بعد دفن قبر پر۔ ولہٰذا اگر کوئی شخص بے نماز پڑھے دفن کردیا گیا تو فرض ہے اس کی قبر پر نماز جنازہ پڑھیں جب تک ظن غالب رہے کہ بدن بگڑنہ گیا ہوگا اور نماز جنازہ ایک تو ہر مسلمان کا حق ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

حق المسلم علی المسلم خمس و ذکر منها اتباع الجنائز وسیاتی۔

مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں، ان میں نماز جنازہ کو بھی ذکر فرمایا۔ حدیث آگے آرہی ہے (ت)

دوسرے مقبول بندوں کی نماز میں وہ فضل ہے کہ پڑھنے والوں کی مغفرت ہوجاتی ہے۔ ہم عنقریب انس بن مالک وعبداللہ بن جابر وسلمان فارسی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے متعدد احادیث ذکر کریں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "مومن صالح کو پہلا تحفہ یہ دیا جاتا ہے کہ جتنے لوگوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی سب بخش دیے جاتے ہیں۔ اللہ عزوجل حیا فرماتا ہے کہ ان میں سے کسی پر عذاب کرے"۔ اب اگر حق کا لحاظ کیجئے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حق کے برابر تمام جہان میں کس کا ہوسکتا ہے، اور فضل کو دیکھئے تو افضل المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کے برابر کس مقبول پر نماز پڑھنی ہوسکتی ہے، ہاں قبر پر نماز پڑھنے سے مانع یہ ہوتا ہے کہ اتنی مدت گزرجائے جس میں میت کا بدن سلامت ہونا مظنون نہ رہے، اسی کو بعض روایات میں دفن کے بعد تین دن سے تقدیر کیا اور صحیح یہ کہ کچھ مدت معین نہیں، جب سلامت وعدم سلامت مشکوک ہوجائے نماز ناجائز ہوجائیگی، مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بارے میں معاذ اللہ اس کا اصلاً احتمال نہیں وہ آج بھی یقیناً ایسے ہی ہیں جیسے روز دفن مبارک تھے۔ وہ خود ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم،

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔[2] رواہ احمد وابوداؤد والنسائی۔[3]

بیشک اللہ تعالٰی نے زمین پر حرام فرمادیا ہے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا جسم مبارک کھانا۔

---

[1] فتح القدیر	فصل فی الصلوٰۃ علی المیت	مطبوعہ المکتبۃ نوریہ رضویہ سکھر	۲/۸۴
[2] مسند احمد بن حنبل	مروی از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	" دارالفکر بیروت	۲/۵۴۰
[3] سنن ابن ماجہ	ذکر وفاتہ ودفنہ صلی اللہ علیہ وسلم	" ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	ص ۱۱۹

وابن ماجة وابن خزيمة وابن حبان والحاكم والدارقطني وابو نعيم وصححه ابن خزيمة وابن حبان والحاكم والدارقطني وابن دحية وحسنه عبدالغنی والمنذری وغيرهم ۔

اسے امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، دارقطنی اور ابو نعیم نے روایت کیا ـــــ ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم، دارقطنی اور ابن دحیہ نے صحیح کہا، اور اسے عبدالغنی اور منذری وغیرہم نے حسن کہا (ت)

جب مانع مفقود اور مقتضی اس درجہ قوت سے موجود، تو اگر نماز جنازہ کی تکرار شرع میں جائز ہوتی تو صحابہ و تابعین سے لے کر آج تک تمام جہان تمام طبقات کے تمام علماء اور اولیاء و صلحاء اور عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُس کے ترک پر اجماع کیا معنی، جن میں لاکھوں بندے خدا کے وُہ گزرے اور اب بھی ایسے جنھیں دن رات یہی فکر رہتی ہے کہ جہاں تک مل سکیں وُہ طریقے بجالائیں کہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تقرب پائیں۔ لاجرم تیرہ سو برس کا یہ اجماعِ کلی دلیل ظاہر ہے کہ تکرارِ نماز جنازہ جائز نہیں، اسی لئے مجبور اسب باقیماندہ کو اس فضلِ عظیم سے محروم ہونا پڑا۔ امام اجل نسفی وافی اور اس کی شرح کافی میں فرماتے ہیں:

لم یصل غیرہ بعدہ ای ان صلی السولی لم یجز لغیرہ ان یصلی بعدہ لان حق المیت یتادی بالفریق الاول وسقط الفرض بالصلوٰۃ الاولی فلو فعلہ الفریق الثانی لکان نفلا وذا غیر مشروع کمن صلی علیہ مرۃ[1]

اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی تو اس کے بعد دوسرے کو پڑھنا جائز نہیں، اس لئے کہ میت کا حق پہلے فریق سے ادا ہوچکا، اور پہلی نماز سے فرض ساقط ہوگیا، اب اگر کوئی دوسرا فریق ادا کرے تو یہ نفل ہوگی اور یہاں نفل مشروع نہیں، جیسے وہ جس کی ایک بار نماز پڑھی جاچکی ہو الخ (ت)

امام محمد محمد محمد ابن حلبی ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں:

قال علماؤنا اذا صلی علی المیت من لہ ولایۃ ذٰلک لاتشرع الصلوٰۃ علیہ ثانیا لغیرہ[2]

ہمارے علماء نے فرمایا جب میت پر صاحب حق نماز پڑھ چکے پھر اور کو اس پر نماز مشروع نہیں۔

---

[1] کافی شرح وافی
[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

علامہ ابراہیم حلبی غنیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں :

لایصلی علیہ اشلا یودی الی تکرار الصلوٰۃ علی میت واحد فانہ غیر مشروع[1]

اُس پر نماز نہ پڑھی جائے کہ ایک میت پر دو بار نماز نہ ہو کہ یہ نامشروع ہے ۔

درر شرح غرر و مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر میں ہے :

الفرض یتادی بالاولی والتنفل بھا غیر مشروع[2]

فرض تو پہلی نماز سے ادا ہو گیا اور یہ نماز نفل طور پر مشروع نہیں ۔

درمختار و فتح اللہ المعین میں ہے :

لیس لمن صلی علیھا ان یعید مع الولی لان تکرارھا غیر مشروع[3]

جو پہلے پڑھ چکا وہ ولی کے ساتھ بھی اعادہ کا اختیار نہیں رکھتا کہ اس کی تکرار غیر مشروع ہے ۔

مراقی الفلاح میں ہے :

لا یعید معہ حق التقدم من صلی مع غیرہ لان التنفل بھا غیر مشروع[4] ۔

جو اور کے ساتھ پڑھ چکا صاحبِ حق کے ساتھ نہ پڑھے کہ اس نماز میں نفل مشروع نہیں ۔

ایضاح و عالمگیریہ میں ہے :

لا یصلی علی میت الامرۃ واحدۃ والتنفل بصلوٰۃ الجنازۃ غیر مشروع[5]

کسی میت پر ایک بار کے سوا نماز نہ پڑھی جائے اور نمازِ جنازہ نفل ادا کرنا غیر مشروع ہے ۔

فتاوی امام قاضی خاں و ظہیریہ و شرح نقایہ برجندی و خلاصہ و والوالجیہ و تجنیس و واقعات و بحر الرائق وغیرہا میں ہے :

ان کان المصلی سلطانا او الامام الاعظم او القاضی او والی المصر او امام حیہ

یعنی اگر بادشاہ اسلام یا امیر المؤمنین یا قاضیِ شرع یا اسلامی حاکم مصر یا امام محلہ نماز پڑھ چکا

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی الجنائز مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ٥٩٠

[2] الدرر الحکام فی شرح غرر الاحکام باب الجنائز مطبوعہ احمد کامل الکائنہ فی دار السعادت بیروت ١/١٦٥

[3] درمختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ١/١٢٣

[4] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی فصل السلطان احق بصلوٰتہ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ٣٢٢

[5] فتاوی ہندیہ الفصل فی الصلوٰۃ علی المیت مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ١/١٦٣

لیس للولی ان یعید[1] تو اب ولی کو بھی اعادہ کا اختیار نہیں۔

شرح نقایہ علامہ قہستانی میں ہے، لایصلی علی میت الا مرۃ[2] کسی مُردے پر ایک بار سے زیادہ نماز نہ پڑھی جائے۔

سراج وہاج و بحرالرائق و ردالمحتار و جامع الرموز و جوہرہ نیرہ و ہندیہ و مجمع الانہر وغیرہا میں ہے:

واللفظ للبحر عن السراج ان صلی الولی علیہ لم یجز ان یصلی احد بعدہ[3]

سراج وہاج سے بحرالرائق کے الفاظ ہیں کہ اگر ولی نے اس پر نماز پڑھ لی تو اس کے بعد اب کسی کو جائز نہیں کہ نماز جنازہ پڑھے۔

ان سب کتابوں میں بلفظ لم یجز، ولا یجوز تعبیر فرمایا یعنی ناجائز ہے۔ ایسا ہی عبارتِ ہدایہ سے گزرا۔ اور یہی لا یصلی ولا یعید ولیس لہ کا مفاد اور یہی غیر مشروع سے مراد، مگر اس میں صاف تصریح ہے جس سے تمام اوہام منصرف اور باقی عبارات کی بھی مراد منکشف۔ یونہی قدوری، ہدایہ، منیہ، وقایہ، نقایہ، وافی، کنز، غرر، اصلاح، الملتقی، تنویر، نورالایضاح۔ ان بارہ متنوں اور ان کی غیر سب میں تصریح ہے کہ نماز جنازہ جب ایک بار ہو چکی، فوت ہو گئی۔

مختصر یجوز التیمم للصحیح المقیم اذا حضرت الجنازۃ والولی غیرہ فخاف ان اشتغل بالطہارۃ ان تفوتہ الصلوۃ[4]

(۱) مختصر قدوری: تندرست مقیم کے لئے تیمم جائز ہے جب جنازہ آ جائے اور ولی دوسرا ہو، اندیشہ ہو کہ اگر وضو میں لگے تو نماز جنازہ فوت ہو جائیگی۔

ھدایۃ یتیمم الصحیح فی المصر اذا حضرت الخ وقال بالطہارۃ مکان بالوضوء و ھو اشمل[5]، منیۃ المصلی فی المصر نیمم لصلوۃ الجنازۃ اذا خاف الفوت حبا ان

(۲) ہدایہ: تندرست شہر میں تیمم کرے جب جنازہ آ جائے اور طہارت میں مشغول ہو تو فوت کا اندیشہ ہو۔ صاحب ہدایہ نے "وضو" کی جگہ "طہارت" کہا یہ زیادہ جامع ہے (۳) منیہ: تندرست شہر کے اندر

---

[1] بحرالرائق	فصل السلطان احق بصلوتہ	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱۸۱/۲
[2] جامع الرموز	فصل فی الجنازۃ	مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران	۲۸۵/۱
[3] بحرالرائق	فصل السلطان احق بصلوتہ	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	۱۸۲/۲
[4] مختصر القدوری	باب التیمم	" مطبع مجیدی کانپور	ص ۱۱
[5] الہدایۃ	"	" المکتبۃ العربیہ کراچی	۳۸/۱

الا الولی[1]، وقایۃ هو لمحدث وجنب و
حائض ونفساء لم یقدروا علی الماء،
لخوف فوت صلوۃ الجنازۃ لغیر الولی[2]،
اصلاح مثلہ وقال عجزوا عن الماء[3]،
نقایۃ ما یفوت لا الی خلف کصلاۃ الجنازۃ
لغیر الولی[4]، کنز صح لخوف فوت صلوۃ
جنازۃ[5]، تنویر جاز لفوت الخ[6] وافی مثل
الکنز وزاد لم یکن ولیھا[7] غرر جاز لمحدث
وجنب وحائض عجزوا عن الماء و
لخوف فوت صلوۃ الجنازۃ لغیر الولی[8]،
ملتقی یجوز فی المصر لخوف فوت صلوۃ
جنازۃ[9]، نور الایضاح العذر المبیح
للتیمم خوف فوت صلوۃ الجنازۃ[10]۔

نمازِ جنازہ کے لئے تیمم کرے گا جب فوت ہوجانے
کا اندیشہ ہو مگر ولی کے لئے یہ نہیں (۴) وقایہ،
تیمم بے وضو، جنب، حائض اور نفاس والی
کے لئے ہے جب انھیں پانی پر قدرت نہ ہو اور
غیر ولی کو نمازِ جنازہ فوت ہونے کے اندیشے کے وقت
بھی ہے (۵) اصلاح: اس کی عبارت بھی وقایہ
کے مثل ہے فرق یہ ہے کہ اس میں کہا ہے جب یہ
پانی سے عاجز ہوں (۶) نقایہ، جو فوت ہو اور اس
کا کوئی بدل نہ ہو جیسے غیر ولی کے لئے نمازِ جنازہ
(اس کے لئے تیمم روا ہے) (۷) کنز: نمازِ جنازہ فوت
ہونے کے اندیشہ کے وقت تیمم درست ہے (۸) تنویر:
نمازِ جنازہ فوت ہونے کے وقت تیمم جائز ہے۔
(۹) وافی: اس کی عبارت کنز کے مثل ہے اور یہ
اضافہ ہے جب خود ولیِ جنازہ نہ ہو (۱۰) غرر: تیمم جائز ہے بے وضو، جنب اور حائض کے لئے جو پانی سے
عاجز ہوں اور غیر ولی کے لئے نمازِ جنازہ کے فوت ہونے کے اندیشہ سے۔ (۱۱) ملتقی: نمازِ جنازہ کے فوت
ہونے کے اندیشہ سے (۱۲) نور الایضاح: تیمم کو مباح کرنے والا عذر نمازِ جنازہ فوت ہونے کا اندیشہ ہے (ت)

[1] منیۃ المصلی	فصل فی التیمم	مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور	ص ۵۸
[2] وقایۃ مع شرح الوقایۃ	باب التیمم	〃 المکتبۃ الرشیدیہ دہلی	۱/۹۵ تا ۹۷
[3] اصلاح			
[4] نقایۃ مختصر الوقایۃ	فصل التیمم	〃 نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی	ص ۹
[5] کنز الدقائق	باب التیمم	〃 ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	ص ۱۷
[6] درمختار شرح تنویر الابصار	〃	〃 مطبع مجتبائی دہلی	۱/۴۳
[7] وافی			
[8] ملتقی الابحر	باب التیمم	〃 موسسۃ الرسالۃ بیروت	۱/۳۲
[9] نور الایضاح	〃	〃 مطبع علیمی لاہور	ص ۱۱

ہدایہ و مجمع الانہر میں ہے: لانہ لاتقضی فیتحقق العجز[1] (اس لئے کہ اس کی قضا نہیں ہوتی تو عجز متحقق ہے۔ ت) کافی امام نسفی میں ہے:

صلوٰۃ الجنازۃ والعید تفوتان لا الی بدل لانہما لاتقضیان فیتحقق العجز[2]۔

نماز جنازہ و عید فوت ہوں تو ان کا کوئی بدل نہیں اس لئے کہ ان کی قضا نہیں ہوتی تو عجز متحقق ہے، بحر۔ (ت)

مراقی الفلاح و برجندی میں ہے: لانہا تفوت بلا خلف[3] (اس لئے کہ جنازہ بلا بدل فوت ہوجاتا ہے۔ ت) فتاوٰی خیریہ میں ہے:

لایجوز التیمم مع وجود الماء الا فی موضع یخشی الفوات لا الٰی خلف کصلوۃ الجنازۃ[4]۔

پانی ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں مگر ایسی جگہ جہاں بلا بدل فوت کا اندیشہ ہو جیسے نماز جنازہ۔ (ت)

عند التحقیق ان سب عبارات کا بھی وہی حاصل کہ نماز جنازہ دوبارہ پڑھنی صرف مکروہ ہی نہیں بلکہ محض ناجائز ہے۔ برہان شرح مواہب الرحمن پھر شرح نظم الکنز للعلامۃ المقدسی پھر حاشیہ علامہ نوح آفندی پھر ردالمحتار شامی میں ہے:

مجرد الکراھۃ لایقتضی العجز المقتضی لجواز التیمم لانہا لیست اقوی من فوات الجمعۃ والوقتیۃ مع عدم جوازہ لہما[5]۔

محض کراہت اُس عجز کی مقتضی نہیں جو تیمم کا جواز چاہتا ہے اس لئے کہ وہ جمعہ اور نماز وقتیہ کے فوت ہونے سے زیادہ قوی نہیں باوجودیکہ ان دونوں کے لئے تیمم جائز نہیں۔ (ت)

یہ چالیس کتابوں کی عبارتیں ہیں اور خود کثرتِ نقول کی کیا حاجت کہ مسئلہ واضح اور ظاہر اور تمام کتب مذہب متون و شروح و فتاوٰی میں دائر و سائر صورت مستفسرہ میں کہ خود ولی پڑھ چکا

---

[1] مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر باب التیمم مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۱

[2] کافی شرح وافی

[3] مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی باب التیمم مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۶۳

شرح النقایۃ للبرجندی فصل التیمم " نولکشور لکھنؤ ۱/۴۶

[4] فتاوٰی خیریہ باب التیمم " دار المعرفۃ بیروت ۱/۵

[5] ردالمحتار " " مصطفی البابی مصر ۱/۱۶۷

تھا، دوبارہ اعادۂ نماز ہمارے سب ائمۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اتفاق سے ناجائز وگناہ واقع ہوا، ایسی ناواقفی مانع گناہ نہیں کہ مسائل سے ناواقف رہنا خود گناہ ہے، اس لئے حدیث میں آیا:

ذنب العالم ذنب واحد وذنب الجاهل ذنبان قيل ولم يا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم قال العالم يعذب على ركوبه الذنب والجاهل يعذب على ركوبه الذنب وترك التعلم[1] رواه في مسند الفردوس عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما.

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عالم کا گناہ ایک گناہ اور جاہل کا گناہ دو گناہ۔ کسی نے عرض کی، یا رسول اللہ! کس لئے؟ فرمایا عالم پر وبال اسی کا ہے کہ گناہ کیوں کیا اور جاہل پر ایک عذاب گناہ کا اور دوسرا نہ سیکھنے کا۔ اسے دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

عالم جس نے تاکید و اصرار کرکے ان لوگوں سے نماز جنازہ کی تکرار کرائی اگر مدعی حنفیت ہے تو خود اپنے ہی مذہب کے حکم سے گنہ گار ہے اور فرقہ غیر مقلدین سے ہے تو گناہگاری درکنار بد مذہب و گمراہ ہے، اور ان دونوں صورتوں میں اس عالم پر اتنے گناہ لازم ہوئے جس قدر شمار حضار جماعت ثانیہ کا تھا اور اس پر ایک زائد، مثلاً دوسری دفعہ اس کے اصرار سے سو آدمیوں نے نماز پڑھی تو ان میں ہر ایک پر دو دو گناہ، ایک گناہ فعل دوسرا گناہ جہل، اور اس عالم پر ایک سو ایک گناہ، ایک اپنا اور سو ان کے فعل کے۔ آخر یہی داعی بگناہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من دعا الى ضلالة كان عليه من الاثم مثل آثام من تبعه لا ينقص ذلك من آثامهم شيئا.[2] رواه الائمة الاحمد ومسلم والاربعة عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه.

جو کسی ضلالت کی طرف بلائے سب ماننے والوں کے برابر گناہ اس پر ہو اور ان کے گناہوں میں کچھ کمی نہیں آئی۔ اسے امام احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابو داؤد، ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

یعنی یہ نہ ہوگا کہ اس کی ترغیب کے باعث گناہ ہونے کے سبب وہ گناہ سے بچ رہیں یا اس پر صرف

---

[1] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۱۳۶۵ دار الباز مکۃ المکرمۃ ۲/۲۴۸

[2] جامع الترمذی ابواب العلم امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۲/۹۲

اپنے ہی فعل کا گناہ ہو، بلکہ وہ سب اپنے اپنے گناہ میں گرفتار اور اُن سب کے برابر اس ترغیب دہندہ پر بار۔ والعیاذ باللہ العزیز الغفار۔ اور اگر بالفرض شافعی المذہب بھی ہوتا تو سخت جاہل تھا کہ دوسرے مذہب والوں کو ایسے امر پر مصر ہوا جو ان کے مذہب میں تو گناہ تھا اور اس کے اپنے مذہب میں بھی مکروہ۔ امام ابو یوسف اردبیلی شافعی "کتاب الانوار لاعمال الابرار" میں فرماتے ہیں:

ولیس لمن صلی جماعۃ او منفرداً اعادتہا جماعۃ او انفراداً بل یکرہ۔[1]

یعنی جس نے نمازِ جنازہ جماعت سے خواہ تنہا پڑھ لی اُس کے لئے دوبارہ جماعت سے خواہ تنہا پڑھنی پسندیدہ نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ (ت)

اور اگر کراہت نہ بھی لیجئے تو اس قدر تو ضرور کہ باجماعِ تمام اُمّت مرحوم کسی کے نزدیک ضروری نہ تھا۔ پھر آپ نے کس آیت وحدیث کس امام کے قول سے اختیار کیا تھا کہ غیر مذہب والوں سے باصرار ایسے امر کا ارتکاب کرائے جو اُن کے مذہب میں ناجائز اور اپنے نزدیک محض بے حاجت، شافعیہ وغیرہم بعض علماء اگرچہ اُس کے لئے جس نے ہنوز نمازِ جنازہ نہ پڑھی نمازِ اول ہو جانے کے بعد بھی اجازتِ نماز دیتے ہیں مگر اس مدعیِ علم کا پڑھ چکنے والوں پر یہ اصرار خصوصاً اس حالت میں کہ خود ولی اقرب بھی انھیں میں ہے اور اس کا وہ علیٰ رؤس الاشہاد زعم واظہار کہ تین روز تک جتنی بار چاہے نماز پڑھے، جیسا کہ فاضل سائل نے اپنے خط میں ذکر فرمایا، یہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی اصلاً کسی مذہب کے مطابق نہیں، نہ شرعِ مطہر سے اس پر کوئی دلیل۔ اگر سچا ہے تو اُس اصرار اور اس اظہار کی دلیل پیش کرے ورنہ اپنے جہل وسفاہت اور امرِ شرع میں جیباکی وجرأت کا مقر ہو۔ قل ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین[2] (کہو اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔ ت) حضرات غیر مقلدین بلکہ تمام تمام طوائفِ مبطلین کی عادت ہے کہ جب کچھ اپنے مفید مطلب نہیں پاتے الغریق یتشبث بالحشیش ڈوبتا سوار پکڑتا ہے نری بے علاقہ باتیں، جنہیں ان کے دعوٰی سے اصلاً مس نہیں بلکہ جوشِ غضب میں مدہوش ہو کر اپنے مضر ومخالف دلیلوں سے استناد کر بیٹھتے ہیں، جیسے ان کے شیخ الکل میاں نذیر حسین صاحب دہلوی سے ان کی سب سے بڑی تالیف معیار وغیرہ میں بکثرت وبے شمار واقع ہوا، نمونہ درکار ہو تو فقیر کا رسالہ ملاحظہ ہو حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین جس کا لقب تاریخی لبعض ظرفا نے حیّۃ التحیّن علٰی

عــہ حَین بالفتح بمعنی مرگ ۱۲ منہ (م)

[1] کتاب الانوار لاعمال الابرار کتاب الجنائز فصل الصلوۃ الجنازۃ مطبع جمالیہ مصر ۱/ ۱۲۳

[2] القرآن ۲۷/ ۶۴

مذہبِ حسینہ رکھا، دو برس ہوئے بعض غیر مقلدین نے سفر میں ظہر و عصر اور مغرب و عشاء ملا کر پڑھنے پر زور دیا اور اس مسئلہ کی تقریر جو دہلوی صاحب نے معیار میں بہت چمک کر کی اُس پر ناز تھا، فقیر غفر اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا اس کے جواب میں یہ رسالہ لکھا گیا جس میں بحمد اللہ تعالیٰ مذہبِ حنفیہ کا احقاق و اثبات اور خلاف و مخالف کا ابطال و اسکات بعون باری روشن وجہ پر واقع ہوا کہ اس رسالہ کے سوا کہیں نہ ملے گا۔

اُس کے دیکھنے سے ان محدث صاحب کی حدیث دانی کے جلوے کھلتے ہیں، ایک ہی مسئلہ کی بحث سے روشن ہوتا ہے کہ حضرت کو نہ احادیث پر نظر نہ اسانید سے خبر، نہ علمِ رجال نہ طرقِ استدلال، مفید و عبث میں تمیز درکنار، نافع و مضر میں فرق دشوار، مگر ائمۂ اُمت و کبرائے ملت پر مُنہ آنے کو تیار کذالك یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار (خدا اسی طرح ہر متکبر زبردستی والے کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔ ت) بھلا اس مسئلہ میں شیخ صاحب کے لئے سلف موجود تھا کتب شافعیہ وغیرہ کی گداگری اجتہاد کا بھرت پُورا کر لیا۔ اس مسئلہ میں یہ مدعی صاحب ایجاد و بندہ بنانے کو کسی کا تیار رمال نہ پائیں گے، ظاہر ہے جو کچھ جوہرِ علم و عقل دکھائیں گے فضول و بے معنی کلمات کے رَد میں خواہی نخواہی تضییعِ اوقات ہوتی ہے لہذا قصرِ مسافت و دفعِ کثافت کیلئے پہلے ہی چند ہدایتیں مناسب کہ اگرچہ بعد تنبیہ بھی اُن سے عدول ہو تو ہمارا یہی کلام اُس کا پیشگی جواب معقول ہو۔ ان مجتہد صاحب کے دعوے یہ ہیں کہ نماز جنازہ اگرچہ بروجہ کامل ہو چکی اگرچہ ولی احق ادا کر چکا ہو مگر پھر اُسے اور سب پڑھ چکنے والوں کو چاہیے کہ دوبارہ پڑھیں اصرار نہ ہو گا مگر کسی امر ضروری یا لااقل مستحب پر معہذا جو نماز شرعاً ماذون فیہا ہو گی کم از کم مستحبہ ہو گی کہ یہ نماز مباح محض جس کے کرنے نہ کرنے میں کسی ثواب و فضل کی اصلاً امید نہ ہو، شرعاً زنہار معہود نہیں، اور یہ تکرار تین روز تک متواتر جائز اور تین روز پر شرعاً محدود، پچھلے دعووں کے ثبوت میں جو کچھ درکار وہ خود آشکار، دلیل معتمد شرعی چاہئے جو تین روز کی اجازت دے اور اسی قدر تحدید کرے، بیچارے بے علم مسلمانوں کے سامنے جو منہ پر آئے کہہ دے آسان ہے، ثبوت دیتے حال کھلتا ہے، رہا پہلا دعویٰ اس کے لئے کوئی حدیث دکھائیں کہ حضور پُر نور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہو نماز جنازہ کئی کئی بار پڑھا کرو، یا اتنا ہی ارشاد فرمایا ہو کہ جب نماز جنازہ پڑھ لو پھر اعادہ کرو، یا اسی قدر سہی کہ پڑھنے والو! جو ولی احق کے ساتھ یا اس کے اذن سے ادا کر چکے ہو پھر اعادہ کرو تو بہتر ہے، یا اسی قدر کہ تمہارے لئے حرج نہیں یا نہ سہی، اتنا ہی آیا ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز جنازہ بار بار یا دو ہی بار پڑھا کرتے یا اس سے بھی درگزر کرے اسی قدر ثابت ہو کہ ولی احق پڑھ چکا تھا بعدہٗ پھر اُسی نے اور دیگر پڑھ چکنے والوں یا صرف اُسی نے یا صرف اور بعض مصلیوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے دوبارہ پڑھی اور حضور نے منع نہ فرمایا، حضور کو خبر پہنچی اور حضور

نے جائز رکھا۔ یہ سات صورتیں ثبوت کی ہیں جن میں چار پہلے ثبوت قولی اور پانچویں فعلی اور دو باقی تقریری۔ ان میں جس ہلکی سے ہلکی آسان سے آسان صورت پر قدرت پاؤ پیش کرو اور جب جان لو کہ سب راہیں بند ہیں تو پھر شرع مطہر پر افترا یا اقل درجہ احکام اللہ میں بیباکی و اجترا کا اقرار کرنے سے چارہ نہیں۔ مسلمان ان مجتہد صاحب سے بے ثبوت سنے نہ مانیں، اگر ساتوں وجہ سے عاجز پائیں تو اتنا دریافت کر دیکھیں کہ حدیث سنن دارمی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اجرؤکم علی الفتیا اجرؤکم علی النار[1] | جو تم میں فتوٰی دینے پر زیادہ جری ہے آتشِ دوزخ پر زیادہ جرأت رکھتا ہے۔

اس میں آپ حضرات تو داخل نہیں، اگر بحکم آنکہ ع

وقتِ ضرورت چو نماند گریز

(ضرورت پر بھاگنے کے سوا چارہ نہیں۔ ت)

مجبوراً یہ کسی واقعہ حال کا دامن پکڑنے تو اتنا یاد رہے کہ واقعہ عین لاعموم لہا' وقائع خاصہ احکام عامہ نہیں ہوتے' وہ ہر گونہ احتمال کے محمل ہوتے ہیں۔

ثانیاً آپ کو ثابت کرنا ہوگا کہ پہلے اس جنازہ پر صلوٰۃ ہو چکی تھی، مجرد استبعاد کہ بھلا صحابہ اس وقت نہ پڑھتے۔

اقول وباللہ التوفیق یہ کافی نہ ہوگا کہ نمازِ جنازہ ہمیشہ سے فرض نہ تھی۔ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبرٰی رضی اللہ تعالٰی عنہا کے جنازہ مقدسہ پر اسی لئے نماز نہ ہوئی کہ اُس وقت تک اس کی فرضیت ہی نہ تھی، تو ایک تو بہ سندِ صحیح یہ ثابت کیجئے کہ یہ کب، کس سال، کس ماہ میں اس کی فرضیت اُتری۔ مجرد حکایات بے سند مسموع نہ ہوں گی کہ آپ مجتہد ہو کر قیل و قال کی تقلید نہیں کرسکتے، پھر بدلیل صریح یہ برہان کیجئے کہ یہ واقعہ عین بعد فرضیت ہی تھا، مجرد وقوع صلوٰۃ مفید فرضیت نہ ہوگا۔ شرع میں اس کی نظائر موجود کہ بعض افعال بلکہ خاص نماز کا قبل فرضیت وقوع ہوا بعد کو فرضیت اُتری' جیسے اسعد بن زرارہ وغیرہ انصار کرام اہلِ مدینہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کا قبل فرضیتِ جمعہ جمعہ پڑھنا،

کمارواہ عبدالرزاق ومن طریقہ عبد بن حمید فی تفسیرہ بسند صحیح | جیسا کہ اسے عبدالرزاق نے اور ان ہی کے طریق سے عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں بسندِ صحیح روایت کیا

---

[1] سنن الدارمی باب الفتیا ومافیہ من الشدۃ نشر السنۃ ملتان ۱/۵۳

وقد بیناہ فی رسالتنا لوامع البھا فی المصر للجمعۃ والاربع عقیبھا۔

اور اسے ہم نے اپنے رسالہ "لوامع البھا فی المصر للجمعۃ والاربع عقیبھا" میں بیان کیا۔ (ت)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جماعت تراویح اسی خیال سے ترک فرمادی کہ مداومت کے سبب فرض نہ ہوجائے کما رواہ الستۃ عن زید بن ثابت والشیخان عن ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جیسا کہ اسے اصحاب ستّہ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) نے حضرت زید بن ثابت سے اور شیخین (بخاری ومسلم) نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ ت)

اگر کہے نماز میں نفسِ وقوع ہی فرضیت بتادے گا کہ یہ نماز شرع میں فرض ہی ہوکر معہود ہوئی ہے نفل طور پر اصلاً مشروع نہیں **اقول** اب راہ پر آگئے اسی لئے تو ائمہ کرام اس کی تکرار کو نامشروع فرماتے ہیں کہ شرع مطہر میں یہ نماز بروجہ تنفل نہیں اور اس کی فرضیت بالاجماع بسبیل الکفایہ ہے اور فرض کفایہ جب بعض نے ادا کرلیا ادا ہوگیا، اب جو پڑھے گا نفل ہی ہوگا۔ اور اس میں تنفل مشروع نہیں۔ **ثانیاً** ثبوت دیجئے کہ اس واقعہ میں صلاۃ بمعنی ارکانِ مخصوصہ تھی، صلاۃ علٰی فلاں بمعنی دعا نصوصِ شرعیہ میں شائع وذائع ہے۔

قال تعالٰی خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بہا وصل علیھم ان صلاتک سکن لھم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے نبی! مسلمانوں کے مال سے زکوٰۃ تحصیل فرما کر اس کے سبب تو ان کو پاک اور ستھرا کرے اور ان پر صلاۃ کر، بیشک تیری صلاۃ ان کے لئے چین ہے۔

اسی آیت کے حکم سے جب لوگ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس زکوٰۃ حاضر کرتے حضور ان کے حق میں دعا فرماتے،

اللھم صل علٰی فلان کما رواہ احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ وغیرھم عن عبد اللہ بن

اے اللہ! فلاں پر رحمت نازل فرما۔ جیسا کہ اسے امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہم نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی

۱؎ صحیح البخاری باب فضل من قام رمضان قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۶۹
صحیح مسلم الترغیب فی قیام رمضان " " " ۱/۲۵۹

۲؎ القرآن ۹/۱۰۳

۳؎ صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ ۱/۲۰۳ وکتاب الدعوات ۲/۹۳۷ قدیمی کتب خانہ کراچی

ابی اوفی رضی اللہ عنہما۔ | رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ (ت)

اسی طرح آیہ کریمہ:

ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما[1]

بیشک خدا اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود پڑھو اور خوب سلام بھیجو۔ (ت)

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ وعلٰی اٰلہ وصحبہ وکل منتم الیہ۔

اے اللہ! ان پر درود وسلام اور برکت نازل فرما اور ان کی آل واصحاب پر اور ان سے ہر نسبت وتعلق رکھنے والے پر بھی۔ (ت)

کریمہ ھو الذی یصلی علیکم وملٰئکتہ[2] (وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے۔ ت)

کریمہ ومن الاعراب من یؤمن باللہ والیوم الاٰخر ویتخذ ماینفق قربٰت عند اللہ وصلوٰت الرسول[3] (اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کریں اسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں۔ ت) وغیرہ میں صلوٰۃ بمعنی دعا ہے، علماء نے حدیث موطائے امام مالک وسنن نسائی عن ام المومنین الصدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

انی بعثت الی اھل البقیع لاصلی علیھم[4] | میں اہلِ بقیع کی طرف بھیجا گیا کہ ان پر صلوٰۃ کروں۔

صلوٰۃ کو بمعنی استغفار ودعا لیا۔ **اقول** بلکہ سنن نسائی کی دوسری روایت میں ہے،

ان جبریل اتانی (فذکر الحدیث قال) فامرنی ان اٰتی البقیع فاستغفر لھم قلت لہ کیف اقول یارسول اللہ قال قولی السلام علی اھل الدار من المؤمنین

یعنی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جبریل میرے پاس آئے مجھے حکم فرمایا کہ بقیع جا کر اہلِ بقیع کے لئے دعائے مغفرت کروں، ام المومنین فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کس طرح

---

[1] القرآن ۳۳/ ۵۶

[2] القرآن ۳۳/ ۴۳

[3] القرآن ۹/ ۹۹

[4] سنن النسائی کتاب الجنائز نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/ ۲۸۶

والمسلمین و یرحم الله المستقدمین منا والمستاخرین و انا ان شاء الله بکم لاحقون[1]

کہوں، حضور نے دعاءِ زیارتِ قبور تعلیم فرمائی السلام علی اھل الدار من المؤمنین والمسلمین و یرحم الله المستقدمین منا والمستاخرین وانا ان شاء الله بکم لاحقون۔

یہ تو خود حدیثِ بخاری و مسلم و ابی داؤد و النسائی عن عقبۃ بن عامر ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خرج یوماً فصلی علی اھل احد صلوٰتہ علی المیت[2] (حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ایک دن اُحد تشریف لے جا کر اہلِ اُحد پر صلوٰۃ پڑھی جیسے میت پر صلوٰۃ پڑھی جاتی ہے۔ ت) میں بھی علماء نے صلوٰۃ بمعنی دُعا لی۔ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے،

زاد (ای البخاری) فی غزوۃ احد من طریق حیوۃ بن شریح عن یزید بعد ثمان سنین والمراد انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دعا لہم بدعاء صلوٰۃ المیت ولیس المراد صلوٰۃ المیت المعھود کقولہ تعالٰی وصل علیھم الاجماع یدل لہ لانہ لایصلی علیہ عندنا وعند ابی حنیفۃ المخالف لایصلی علی القبر بعد ثلثۃ الایام[3]۔

امام بخاری نے غزوۂ اُحد کے بیان میں بطریق حیوہ بن شریح عن یزید "آٹھ سال بعد" کا اضافہ کیا یعنی اہلِ اُحد کے لئے صلوٰۃ مذکور کا واقعہ ان کی شہادت کے آٹھ سال بعد کا ہے ـــــ اور صلوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لئے وہی دعا کی جو نمازِ میّت میں ہوتی ہے، معروف نمازِ جنازہ مراد نہیں۔ جیسے ارشادِ باری تعالٰی "صل علیھم" کا معنی ہے ان کے لئے دعا کرو۔ اس مراد کی دلیل اجماع ہے اس لئے کہ ہمارے نزدیک شہید کی نمازِ جنازہ نہیں، اور امام ابو حنیفہ جو اس بارے میں ہمارے مخالف ہیں ان کے نزدیک تین دن کے بعد قبر پر نمازِ جنازہ نہیں۔ (ت)

پھر امام نووی شرح مہذب پھر امام سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد میں فرماتے ہیں:

قال اصحابنا وغیرھم ان المراد من

ہمارے علماء اور دیگر حضرات نے فرمایا کہ یہاں

---

[1] سنن النسائی کتاب الجنائز نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۲۸۷

[2] " " " ۱/۲۷۷

[3] ارشاد الساری شرح البخاری باب الصلوٰۃ علی الشہید دار الکتاب العربی بیروت ۲/۴۰۴

الصلوٰة ههنا الدعاء وقوله صلوته على الميت اى دعاء لهم كدعاء صلوة الميت وليس المراد صلاة الجنازة المعروفة بالاجماع اھ[1] مختصرا۔

صلوٰۃ سے مراد دُعا ہے اور صلوٰتہ علی المیت کا معنی یہ ہے کہ جیسے نمازِ میت میں دُعا ہوتی ہے وہی دُعا ان کے لئے کی، اور معروف نمازِ جنازہ بالاجماع مراد نہیں اھ مختصراً (ت)

اسی طرح وصالِ اقدس کے بعد حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو صلوٰۃ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ادا کی ایک جماعتِ علماء اسے بھی بمعنی درود و دُعا لیتی ہے، اور حدیثِ امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی ظاہر،

اخرج ابن سعد عن عبد الله بن محمد بن عبد الله بن عمر بن علی ابن ابی طالب عن ابيه عن جده عن علی رضی الله عنه قال لما وضع رسول الله صلی الله عليه وسلم على السرير قال لا يقوم عليه احد هو امامكم حيا وميتا فكان يدخل الناس رسلا رسلا فيصلون عليه صفا صفا ليس لهم امام ويكبرون وعلى قائم بحيال رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول السلام عليك ايها النبی ورحمة الله وبركاته اللهم انا نشهد ان قد بلغ ما انزل اليه ونصح لامته وجاهد فی سبيل الله حتى اعز الله دينه وتمت كلمته اللهم فاجعلنا ممن تبع ما انزل اليه وثبتنا بعده واجمع بيننا وبينه فيقول الناس امين امين حتى صلى

ابن سعد نے عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن عمر بن علی بن ابی طالب سے تخریج کی کہ انھوں نے اپنے والد سے بواسطہ اپنے دادا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کیا یعنی جب حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غسل دے کر سریر منیر پر لٹایا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے کوئی امام بن کر نہ کھڑا ہو کہ وہ تمہارے امام ہیں اپنی زندگی دنیاوی میں اور بعد وصال بھی۔ پس لوگ گروہ در گروہ اور پرے کے پرے حضور پر صلوٰۃ کرتے کوئی ان کا امام نہ تھا۔ علی کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے عرض کرتے تھے اسلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ الٰہی! ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور نے پہنچا دیا جو کچھ ان کی طرف اتارا گیا اور ہر بات میں اپنی اُمت کی بھلائی کی اور راہِ خدا میں جہاد فرمایا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے اپنے دین کو غالب کیا

[1] شرح المہذب للنووی فرع فی مذاہب العلماء فی غسل الشہید الخ المکتبۃ السلفیہ مدینہ منورہ ۵/۲۹۵

علیه الرجال ثم النساء ثم الصبیان[1]

اور اللہ کا قول پورا ہوا۔ الٰہی! تو ہم کو ان پر اتاری گئی کتاب کے پیرووں سے کر اور ان کے بعد بھی اُن کے دین پر قائم رکھ اور روزِ قیامت ہمیں ان سے ملا۔ مولا علی یہ دعا کرتے اور حاضرین آمین کہتے، یہاں تک کہ اُن پر مردوں پھر عورتوں پھر لڑکوں نے صلوٰۃ کی، صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ت)

اور یہی ظاہر اس حدیث کا ہے جو ابن سعد و بیہقی نے محمد بن ابراہیم تیمی مدنی سے روایت کی:

لما کفن رسول الله صلی الله علیه وسلم ووضع علی سریرہ دخل ابو بکر وعمر فقالا السلام علیك ایها النبی و رحمة الله وبرکاته ومعهما نفر من المهاجرین والانصار قدر مایسع البیت فسلموا کما سلم ابو بکر وعمر وهما فی الصف الاول حیال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم انا نشهد ان قد بلغ ما انزل الیه ونصح لامته وجاهد فی سبیل الله حتی اعز الله دینه وتمت کلماته فاومن به وحده لاشریك له فاجعلنا یا الٰهنا ممن یتبع القول الذی انزل معه واجمع بیننا وبینه حتی تعرفه وتعرفه بنا فانه کان بالمؤمنین رؤفا رحیما لا نبتغی بالایمان بدلا ولا نشتری به ثمنا ابدا فیقول الناس آمین آمین ثم یخرجون ویدخل علیه اٰخرون حتی صلوا علیه الرجال ثم النساء ثم الصبیان[2]۔

یعنی جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کفن دے کر سریر مبارک پر آرام دیا صدیق و فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما نے حاضر ہو کر عرض کی: اسلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی مہر اور اس کی افزونیاں، اور دونوں حضرات کے ساتھ ایک گروہ مہاجرین اور انصار کا تھا جس قدر اس حجرۂ پاک میں سما جاتا، ان سب نے یونہی سلام عرض کیا اور صدیق و فاروق پہلی صف میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سامنے کھڑے یہ دعا کرتے: الٰہی! ہم گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ تُو نے اپنے نبی پر اتارا حضور نے امت کو پہنچایا اور اس کی خیرخواہی میں رہے اور راہِ خدا میں جہاد فرمایا، یہاں تک کہ اللہ تعالٰی نے اپنے دین کو غلبہ دیا اور اللہ کی باتیں پوری ہوئیں، تو ایک اللہ پر ایمان لایا گیا اُس کا کوئی شریک نہیں تو اے معبود ہمارے! ہمیں ان کی کتاب کے پیرووں میں کر جو اُن کے ساتھ اُتری اور ہمیں اُن سے ملا کہ ہم انھیں پہچانیں اور تو ہماری پہچان انھیں کرا دے کہ وہ مسلمانوں پر رحم دل تھے۔ ہم نہ ایمان کسی چیز سے

[1] الطبقات الکبرٰی لابن سعد ذکر الصلوٰۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار صادر بیروت ٢/ ٢٩١

[2] " " " " " " " " ٢/ ٢٩٠

بدلنا چاہیں نہ اس کے عوض کچھ قیمت لینا۔ لوگ اس دعا پر آمین آمین کہتے، پھر باہر جاتے اور دوسرے آتے یہاں تک کہ مردوں، پھر عورتوں، پھر بچوں نے حضور پر صلوٰۃ کی۔ (ت)

بزار و حاکم و ابن سعد و ابن منیع و بیہقی اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا غسلتمونی وکفنتمونی فضعونی علی سریری ثم اخرجوا عنی فان اول من یصلی علی جبرئیل ثم میکائیل ثم اسرافیل ثم ملک الموت مع جنودہ من الملٰئکۃ باجمعھم ثم ادخلوا علی فوجا فوجا فصلوا علی وسلموا تسلیما[2]

جب میرے غسل وکفن مبارک سے فارغ ہو مجھے نعش مبارک پر رکھ کر باہر چلے جاؤ، سب میں پہلے جبریل مجھ پر صلوٰۃ کریں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت اپنے سارے لشکروں کے ساتھ پھر گروہ گروہ میرے پاس حاضر ہوکر مجھ پر درود وسلام عرض کرتے جاؤ۔

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبرٰی میں فرماتے ہیں:

قال البیہقی تفرد بہ سلام الطویل عن عبدالملک بن عبدالرحمٰن و تعقبہ ابن حجر فی المطالب العالیۃ بان ابن منیع اخرجہ من طریق مسلمۃ بن صالح عن عبدالملک بہ فھذہ متابعۃ السلام الطویل و اخرجہ البزار من وجہ اٰخر عن ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ[2]

بیہقی نے کہا، عبدالملک بن عبدالرحمٰن سے اس کی روایت میں سلام طویل متفرد ہیں۔ اس پر علامہ ابن حجر نے "مطالب عالیہ" میں تعاقب فرمایا کہ اسے ابن منیع نے بطریق مسلمہ بن صالح، عبدالملک سے اسی سند سے روایت کیا ہے تو یہ سلام طویل کی متابعت ہوگئی اور اسے بزار نے ایک اور طریق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ (ت)

اس حدیث سے بھی ظاہر کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنے جنازہ اقدس کی نسبت اسی قدر تعلیم فرمائی کہ گروہ گروہ حاضر ہوکر درود وسلام پڑھتے جانا۔ شرح موطائے امام مالک للعلامۃ الزرقانی میں بعد ذکر حدیث مذکور امیر المومنین علی ہے:

---

[1] المستدرک علی الصحیحین کتاب المغازی دارالفکر بیروت ۳/ ۶۰

[2] الخصائص الکبرٰی باب اختصاصہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوٰۃ علیہ افرادا الخ دارالکتب الحدیثیہ مصر ۲/ ۴۹۵

ظاهر هذا أن المراد بالصلوٰة عليه صلى الله عليه وسلم ما ذهب اليه جماعة ان من خصائصه انه لم يصل عليه اصلاوانما كان الناس يدخلون فيدعون ويفترقون ، قال الباجي ولهذا وجه وهو انه افضل من كل شهيد والشهيد يغنيه فضله عن الصلوٰة عليه وانما فارق الشهيد في الغسل لانه حذر من غسله ان الدم عنه ، وهو مطلوب بقائه لطيبه ولانه عنوان بشهادته في الأخرة وليس على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ما يكره ازالته عنه فافترقا انتهى اى ما افاد الامام ابو الوليد.

ثم نقل عنه جوابا اٰخر المقصود من الصلوٰة عليه صلى الله عليه وسلم عود التشريف على المسلمين مع ان الكامل يقبل زيادة التكميل.

ثم اثرعن القاضي عياض تصحيح ان الصلوٰة كانت هي المعروفة لامجرد الدعاء فقط۔[۱]

اس کا ظاہر یہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صلوٰۃ سے مراد وہی ہے جو ایک جماعت کا مذہب ہے کہ حضور اقدس کے خصائص سے ہے کہ ان کی نمازِ جنازہ بالکل نہ پڑھی گئی، بس یہ ہوا کہ لوگ داخل ہوتے اور دعا کرکے جدا ہو جاتے — باجی نے فرمایا، اس کی ایک وجہ ہے، وہ یہ کہ سرکار ہر شہید سے افضل ہیں اور شہید کو اس قدر فضیلت حاصل ہے کہ اس کی نمازِ جنازہ کی ضرورت نہیں۔ رہا یہ کہ غسل کے بارے میں سرکار کا معاملہ شہید سے الگ رہا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ شہید کو غسل اس لئے نہیں دیا جاتا کہ اس پر جو خون لگا ہے وہ زائل ہو جائے گا جبکہ اس کی پاکیزگی کے باعث اس کا باقی رہنا مطلوب ہے — اور اس لئے بھی کہ آخرت میں وہ اس کی شہادت کا نشان ہوگا — اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم پر ایسی کوئی چیز نہیں جسے زائل کرنا پسندیدہ نہ ہو — اس لئے یہ حکم الگ الگ — امام ابوالولید باجی کا افادہ ختم ہوا۔

پھر اس کا جواب نقل کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو شرف حاصل ہو — دوسرے یہ کہ کامل مزید تکمیل کے قابل ہوتا ہے۔

پھر امام قاضی عیاض سے اس کی تصحیح نقل کی کہ وہ صلوٰۃ یہی معروف نمازِ جنازہ تھی محض دعا نہ تھی۔

---

[۱] شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک ۱۲۹ باب ما جاء فی دفن المیت المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ۲/ ۶۶

اقول اما الجواب فلا یمس ماینحو الیه ابو الولید فانه لایدعی استحالة الصلوٰة المعروفة علیه صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وانہا لاوجہ لہا حتی یثبت جوازہ ویبدی توجیہہ وانما یقول ان لترکہا وجہا ان وقع وہو کذٰلک ولاینافیہ ان لفعلہا ایضا وجہ او وجوہ۔

ان ماذکر المجیب متمش فی الشہید ایضا والکلام علی مذہب من یقول لایصلی علیہ اما قبول الزیادة فبدیہی و اما انتفاع المسلمین فکذٰلک وقد روی الامام الترمذی محمد بن علی عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اوّل تحفة المؤمن ان یغفر لمن صلی علیہ[1] ورواہ الدارقطنی فی الافراد عن ابن عباس رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلفظ اوّل مایتحف بہ المؤمن اذا دخل قبرہ

اقول امام ابو الولید کا جو مطمح نظر ہے اس سے جواب کو مس نہیں، اس لئے کہ وہ اس کے مدعی نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نماز جنازہ محال ہے، اور اس کی ادائیگی کوئی وجہ نہیں رکھتی کہ جواباً اس کا جواز ثابت کیا جائے اور اس کی کوئی وجہ ظاہر کی جائے ——— وہ تو صرف یہ فرمارہے ہیں کہ اگر سرکار کی نماز نہیں پڑھی گئی تو اس کی ایک وجہ ہے ——— اور وہ اس طرح ہے ——— اب اگر ادائے نماز کی بھی ایک وجہ یا چند وجہیں ہیں تو یہ ان کے بیان کے منافی نہیں۔

اور مجیب نے جو ذکر کیا ہے وہ شہید کے بارے میں بھی کہا جاسکتا ہے ——— یہ کلام ان لوگوں کے مذہب پر ہوگا جو شہید کی نماز جنازہ کے قائل نہیں ——— شہید کا زیادتی کمال کے قابل ہونا تو بدیہی ہے ——— رہا مسلمانوں کا فائدہ پانا تو وہ بھی ایسا ہی ہے ——— امام ترمذی محمد بن علی حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مومن کا سب سے پہلا تحفہ یہ ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھنے والوں کی مغفرت کردی جاتی ہے ——— اور اسے دارقطنی نے افراد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ مومن جب قبر میں

---

[1] نوادر الاصول الاصل الرابع والخمسون دار صادر بیروت ص ۸۷

19 ان یغفر لمن صلی علیہ[1] ورواہ عبد
بن حمید والبزار والبیہقی فی
شعب الایمان عنہ رضی اللہ عنہ
عن النبی صلی اللہ تعالٰی
علیہ وسلم بلفظ ان اول
ما یجازی بہ المؤمن بعد
موتہ ان یغفر لجمیع من
تبع جنازتہ[2] ورواہ ابن ابی الدنیا
فی ذکر الموت والخطیب عن جابر
بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما عن النبی
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بلفظ ان
اول تحفۃ المؤمن ان یغفر لمن
خرج فی جنازتہ[3] وروی الدیلمی
فی مسند الفردوس عنہ عن
النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ و
سلم اذا مات الرجل من اھل
الجنۃ استحی اللہ عزوجل ان یعذب
من حملہ ومن تبعہ ومن صلی
علیہ[4] وروی ابوبکر بن ابی شیبۃ
وابو الشیخ وابن حبان فی کتاب
الثواب عن سلمان الفارسی

داخل ہوتا ہے تو اس کو سب سے پہلا تحفہ یہ دیا جاتا ہے کہ اس کی نماز پڑھنے والوں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ اور اسے عبد بن حمید، بزار اور شعب الایمان میں بیہقی نے ان ہی (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما) کی روایت سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ: مومن کو بعد موت سب سے پہلا صلہ یہ دیا جاتا ہے کہ اس کے جنازہ کے پیچھے چلنے والے سب لوگوں کو بخش دیا جاتا ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے ذکر موت میں اور خطیب نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایت سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ: مومن کا سب سے پہلا تحفہ یہ ہے کہ جو لوگ اس کے جنازہ میں نکلے ان کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ اور دیلمی نے مسند الفردوس میں انہی (جابر بن عبد اللہ) کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جب اہل جنت کا کوئی شخص انتقال کرتا ہے تو اللہ عزوجل حیا فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو عذاب دے جو اس کا جنازہ لے کر چلے اور جو اس کے پیچھے چلے اور جنھوں نے اس کی نماز پڑھی۔ اور ابوبکر بن ابی شیبہ، ابو الشیخ اور ابن حبان نے کتاب الثواب میں بروایت سلمان

---

[1] کنز العمال بحوالہ الدارقطنی فی الافراد حدیث ۴۲۳۵۳ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/ ۵۹۵
[2] شعب الایمان باب فی الصلوٰۃ علی من مات حدیث ۹۲۵۰ دار الکتب العلمیہ بیروت ۷/ ۷
[3] تاریخ بغداد ترجمہ نمبر ۲۷۶۸ محمد بن راشد البغدادی دار الکتاب العربی بیروت ۵/ ۲۷۲
[4] الفردوس بماثور الخطاب حدیث ۱۱۰۸ دار الباز مکۃ المکرمہ ۱/ ۲۸۲

رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اول ما یبشر بہ المومن ان یقال ابشر ولی اللہ برضاہ والجنۃ قدمت خیر مقدم قد غفر اللہ لمن تبعک واستجاب لمن استغفر لک وقبل من شہد لک[1]

واما تصحیح عیاض **فاقول** لا متمسک فیہ للمخالف المدعی للاجتہاد وکیف یجوز لہ ان یقلد عیاضا وھو لا یقلد من یقلدہ عیاض اعنی الامام مالک ولا من ھو اکبر منہ اعنی الامام الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ثم حسبنا فی قبول التصحیح ان نقول نعم صلی علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوٰۃ الجنازۃ مرۃ وذلک حین تمت البیعۃ علیٰ ید الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحت ولایتہ اما قبل ذلک فما کان الناس الا یدعون وینصرفون ثم اذا صلی الصدیق

فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ، سب سے پہلے مومن کو جو بشارت دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اس سے کہا جاتا ہے اے خدا کے ولی! تجھے اس کی خوشنودی کا مژدہ ہو، جنت تیرے خیر مقدم کو تیار ہے اور اللہ نے تیرے جنازے کے ساتھ چلنے والوں کی مغفرت فرمادی اور تیرے لئے استغفار کرنے والوں کی دعا قبول کی اور تیرے لئے شہادت دینے والوں کو قبول فرمایا۔

رہی قاضی عیاض کی تصحیح، تو میں کہتا ہوں اس میں مخالف مدعی اجتہاد کے لئے کوئی جائے تمسک نہیں، اس کے لئے قاضی عیاض کی تقلید کیسے روا ہوگی جب کہ وہ ان کی بھی تقلید نہیں کرتا جن کے قاضی عیاض مقلد ہیں یعنی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نہ ان کی جو ان سے بھی بزرگ ہیں یعنی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پھر ہمارے لئے قبول تصحیح کے معاملے میں یہ کہنا کافی ہے کہ ہاں ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھی گئی ــــ وہ اس وقت جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت تمام ہوئی اور ان کی ولایت صحیح ہوگئی۔ اس سے قبل صرف یہ تھا کہ لوگ آکر دعا کرتے اور لوٹ جاتے۔ پھر جب حضرت صدیق نے نماز ادا کی تو

---

[1] کنز العمال بحوالہ ابن ابی الشیخ فی الثواب حدیث ۴۲۳۵۵ موسسۃ الرسالہ بیروت ۱۵/ ۵۹۶

لو یصل علیہ احد بعد کما سنذکر الجزم بہ عن الامام شمس الائمۃ السرخسی رحمۃ اللہ علیہ۔

اس کے بعد کسی نے حضور کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔۔۔ جیسا کہ امام شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ سے اس پر جزم ہم آگے نقل کریں گے۔

ثالثاً ثبوت دینا ہوگا کہ پہلی نماز ولی احق نے خود پڑھی تھی پھر اعادہ کی، قطع نظر اس سے کہ جب نماز اوّل نہ ولی احق نے خود پڑھی نہ اس کے اذن سے ہوئی تو اُسے ہمارے نزدیک بھی اعادہ کا اختیار ہے۔ ان مجتہد صاحب کا وہ حکم و اصرار صحیح ٹھہرنا خاص اسی صورت کے ثبوت پر موقوف کہ یہاں واقعہ یہی تھا۔

اقول و باللہ التوفیق زمانۂ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں تمام مسلمین کے ولی احق و اقدم خود حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسہم[1] (نبی مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں۔ ت) رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

انا اولی بالمؤمنین من انفسہم[2] رواہ احمد والشیخان والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ۔

میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہوں۔ اسے امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

تو جو نماز قبل اطلاع حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور لوگ پڑھ لیں پھر اگر حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اعادہ فرمائیں تو یہ وہی صورت ہے کہ نماز اوّل غیر ولی احق نے پڑھی، ولی احق اختیار اعادہ رکھتا ہے اسے ان مجتہد صاحب کی صورت سے کچھ علاقہ نہ ہوگا خصوصاً جبکہ پہلے سے ارشاد فرمایا ہو کہ فلاں مریض جب انتقال کرے ہمیں خبر دینا کہ آخر یہ ارشاد اسی لئے تھا کہ خود نماز پڑھنے کا قصد تھا تو اگر اوروں کا پڑھنا ثابت ہو تو صرف بے اذنِ ولی نہیں بلکہ خلاف اذنِ ولی ہوگا، اگرچہ اُن کا اطلاع نہ دینا بمقتضائے ادب و محبت ہو جیسا کہ مسکینہ سوداء خادمہ مسجد ام محجن رضی اللہ تعالٰی عنہا کے معاملہ میں واقع ہُوا۔ موطائے امام مالک وغیرہ میں حدیث ابی امامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے، جب وُہ بیمار ہوئیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اذا ماتت فاذنونی[3] جب اس کا انتقال ہو مجھے خبر کردینا (ان کا جنازہ شب کو تیار ہوا، صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہ

[1] القرآن ۳۳/۶

[2] صحیح البخاری کتاب الکفالۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۳۰۸

[3] موطا امام مالک التکبیر علی الجنائز میر محمد کتب خانہ کراچی ص ۲۰۸

نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جگانا خلافِ ادب جانا (ابن ابی شیبہ کی روایت موصولہ میں حدیث سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے) یہ بھی خوف ہوا کہ رات اندھیری ہے زمین میں ہر طرح کے کیڑے ہوتے ہیں اس وقت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا مناسب نہیں، قال فدفنھا [1] یہ خیال کرکے دفن کر دیا) صبح حضور کو خبر ہوئی، فرمایا، الم امرکم ان تؤذنونی بھا کیا میں نے تمھیں حکم نہ دیا تھا کہ مجھے اس کی خبر کر دینا۔ عرض کی یا رسول اللہ کرھنا ان نخرجک لیلا او نوقظک [2] یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے دلوں کو گوارا نہ ہوا کہ رات میں حضور کو باہر آنے کی تکلیف دیں یا حضور کو خوابِ راحت سے جگائیں (کہ حضور کا خواب بھی تو وحی ہے کیا معلوم کہ اس وقت حضور خواب میں کیا دیکھتے سنتے ہوں) صحیح بخاری شریف میں حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے، فحقروا شانھا [3] ——— صحیح مسلم میں انھی سے ہے، وکانھم صغروا امرھا [4] یعنی یہ خیال کیا کہ وہ کیا اس قابل تھی کہ اس کے جنازہ کے لئے حضور کو جگا کر اندھیری رات میں باہر لے جاتیں۔

مسندِ امام احمد میں حدیث عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے ہے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
فلا تفعلوا ادعونی لجنائزکم [5] ایسا نہ کرو مجھے اپنے جنازوں کے لئے بلایا کرو۔

سننِ ابن ماجہ میں حدیث زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے ہے حضور نے فرمایا،

فلا تفعلوا لا اعرفن مامات منکم میت ماکنت بین اظھرکم الا اٰذنتمونی بہ فان صلاتی لہ رحمۃ [6] — ایسا کبھی نہ کرنا جب تک میں تم میں تشریف رکھوں جو شخص مرے مجھے ضرور خبر دینا کہ میری نماز اس کے حق میں رحمت ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

---

[1] المصنف لابن ابی شیبہ	کتاب الجنائز	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی	۳/۳۶۱
التمہید لابن عبدالبر	الصلوٰۃ علی القبر وریت علی ستۃ اوجہ	المکتبۃ القدوسیہ لاہور	۶/۲۶۳
[2] موطا الامام مالک	التکبیر علی الجنائز	میر محمد کتب خانہ کراچی	ص ۲۰۸
[3] صحیح البخاری	کتاب الجنائز	قدیمی کتب خانہ کراچی	۱/۱۷۸
[4] صحیح مسلم	"	نور محمد اصح المطابع کراچی	۱/۳۱۰
[5] مسند امام احمد بن حنبل	حدیث عامر بن ربیعہ	دار الفکر بیروت	۳/۴۴۴
[6] سنن ابن ماجہ	باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی القبر	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	ص ۱۱۱
التمہید لابن عبدالبر	اباحۃ الصلوٰۃ علی قبر الخ	المکتبۃ القدوسیہ لاہور	۶/۲۷۲

اقول وباللہ التوفیق ابن حبان اپنی صحیح اور حاکم مستدرک میں حضرت یزید بن ثابت انصاری برادرِ اکبر زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں:

قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما وردنا البقیع اذا ھو بقبر جدید فسأل عنہ فقالوا فلانۃ فعرفھا فقال الا اٰذنتمونی بھا قالوا کنت قائلا صائما قال فلا تفعلوا لا اعرفن مامات منکم میت ماکنت بین اظھرکم الا اٰذنتمونی بہ فان صلاتی علیہ رحمۃ۔[1]

یعنی ہم ہمراہ رکاب اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم باہر چلے جب بقیع پر پہنچے ایک قبر تازہ نظر آئی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا، لوگوں نے عرض کی: فلاں عورت۔ حضور نے انھیں پہچانا، فرمایا، مجھے کیوں نہ خبر کی؟ عرض کی، حضور دوپہر کو آرام فرماتے تھے اور حضور کا روزہ تھا۔ فرمایا: تو ایسا نہ کرو جب تم میں کوئی مسلمان مرے مجھے خبر کردیا کرو کہ اس پر میرا نماز پڑھنا رحمت ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ واقعہ واقعہ حضرت سکینہ رضی اللہ عنہا کا غیر ہے، وہاں یہ تھا کہ اندھیری رات تھی ہمیں گوارا نہ ہوا کہ حضور کو جگائیں، یہاں یہ ہے کہ دوپہر کا وقت تھا حضور آرام فرما تھے حضور کو روزہ تھا اور دونوں حدیثوں میں وہی ارشاد اقدس ہے کہ ایسا نہ کرو ہمیں اطلاع دیا کرو۔ اب خواہ یوں ہو کہ ایک واقعہ کے حضار اور تھے اور دوسرے واقعہ کے لوگوں کو اس حکم کی خبر نہ تھی، خواہ یوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس امر کو ارشادی محض بہ نظر رحمت تامہ حضور رءوف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم خیال کیا، نہ ایجابی۔ لہٰذا جہاں تکلیف کا خیال ہوا ادب و آرام کو مقدم رکھا، بہرحال ایسے وقائع ان سب وجوہ مذکورہ کے مورد ہیں۔ ایک بار کے فرمان سے کہ خبر دے دیا کرو، باقی بار کا بعد اطلاع اقدس ہونا ثابت نہیں ہوسکتا، کما لایخفی۔

ثالثاً امام طبرانی نے حصین بن وحوح انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی:

ان طلحۃ بن البراء مرض، فاتاہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعودہ فقال انی لاارٰی طلحۃ الا قد حدث فیہ الموت فاٰذنونی بہ وعجلوا فلم یبلغ النبی

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور یہ فرما گئے کہ اب ان کا وقت آیا معلوم ہوتا ہے، مجھے خبر کردینا اور تجہیز میں جلدی کرنا۔ حضور اقدس

[1] الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان حدیث ۳۰۸۶ موسسۃ الرسالہ بیروت ۳۵/۶

صلی اللہ علیہ وسلم بنی سالم بن عوف حتی توفی، وکان قال لاھلہ لما دخل اللیل اذا مت فادفنونی ولا تدعوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانی اخاف علیہ الیھود ان یصاب بسببی فاخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اصبح[1] ملخصا الحدیث۔

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم محلہ بنی سالم تک نہ پہنچے تھے کہ اُن کا انتقال ہوگیا اور انھوں نے رات آنے پر اپنے گھر والوں کو وصیت کردی تھی کہ جب میں مروں تو مجھے دفن کردینا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بلانا، رات کا وقت ہے مجھے یہود سے اندیشہ ہے مبادا حضور کو میرے سبب کوئی تکلیف پہنچے۔ ان کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی۔ وباللہ التوفیق

ثم اقول وباللہ استعین (پھر میں اللہ تعالٰی کی مدد سے کہتا ہوں۔ ت) حقیقتِ ولایت سے قطع نظر کرکے یہاں ایک لطیف تر تقریر ہے کہ فیضِ قدیر سے قلب فقیر پر فائز ہوئی، نمازِ جنازہ شفاعت ہے کما صرحت بہ الاحادیث (جیسا کہ احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔ ت) احمد ومسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ کی حدیث میں عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من رجل مسلم یموت فیقوم علی جنازتہ اربعون رجلا لایشرکون باللہ شیئا الا شفعھم اللہ فیہ[2]۔

جس مسلمان کے جنازے پر چالیس مسلمان نماز میں کھڑے ہوں اللہ تعالٰی اس کے حق میں اُن کی شفاعت قبول فرمائے۔

احمد ومسلم ونسائی نے ام المومنین وانس بن مالک رضی اللہ عنہما اور ترمذی نے صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من میت تصلی علیہ اُمۃ من المسلمین یبلغون مائۃ کلھم یشفعون لہ الا شفعوا فیہ[3]۔

جس میت پر سو مسلمان نمازِ جنازہ میں شفیع ہوں ان کی شفاعت اُس کے حق میں قبول ہو

اور مالکِ شفاعت صرف حضور شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور جو کوئی شفاعت کرے حضور

---

[1] المعجم الکبیر حصین بن وحوح انصاری حدیث ۳۵۵۴ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت ۴/۲۸
[2] صحیح مسلم کتاب الجنائز نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۳۰۸
[3] " " " " " ۱/۳۰۸

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی نیابت سے کرے گا۔ شفیع المذنبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اعطیت الشفاعۃ[1] رواہ البخاری و مسلم والنسائی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فی حدیث اعطیت خمسا لم یعطھن احد من الانبیاء قبلی۔

شفاعت مجھے عطا فرمادی گئی ہے۔ اسے بخاری، مسلم اور نسائی نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ اس حدیث میں کہ مجھے پانچ چیزیں دی گئیں جو مجھ سے پہلے کے انبیاء کو نہ ملیں۔

حضور شفیع شفیع صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

اذاکان یوم القیمۃ کنت امام النبیین و خطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر[2] رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ والحاکم باسانید صحیحۃ عن ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

روز قیامت تمام انبیاء کا امام اور ان کا خطیب اور ان کی شفاعت کا مالک میں ہوں اور یہ بات کچھ براہ فخر نہیں فرماتا۔ اسے امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے صحیح سندوں سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

تو جو شفاعت بے اذن والا کوئی کرے وہ فضولی کا تصرف ہے کہ اذن مالک پر موقوف رہے گا۔ مالک اگر جائز کرے جائز ہو جائے گا اور اگر آپ ابتداءً تصرف کرے تو باطل،

فان البات اذا طرء علی موقوف ابطلہ کما نص علیہ الفقہاء فی غیر ما مسئلہ۔

اس لئے کہ قطعیت والا جب کسی موقوف پر طاری ہو تو اسے باطل کر دیتا ہے جیسا کہ فقہاء نے متعدد مسائل میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ (ت)

مثلاً عمرو ملک زید بے اذن زید بیع کرے، زید خبر پاکر روا رکھے روا ہے اور اگر خود از سرنو عقد بیع کرے تو ظاہر ہوگا کہ عقد فضولی پر قناعت نہ کی اب عقد یہی عقد مالک ہوگا نہ عقد فضولی۔ تو صورت مذکورہ میں جس میت پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود نماز پڑھیں، یہ اعادہ نماز نہ ہوگا، بلکہ نماز اول یہی قرار پانی چاہئے۔ بحمد اللہ تعالٰی یہی معنی ہیں ہمارے بعض ائمہ کے فرمانے کے کہ نماز جنازہ کا فرض حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بے حضور کے پڑھے ساقط نہ ہوتا تھا یعنی حضور خود پڑھیں یا دوسروں کو اذن دیں،

---

[1] صحیح البخاری باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجدا قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۶۲

[2] جامع الترمذی ابواب الجنائز امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۱۲۲

كما فعل في الغال وكان يفعله اولا في من مات مديونا ولم يترك وفاء.

جیسا کہ مالِ غنیمت کے اندر خیانت کرنے والے کے ساتھ کیا پہلے اُس مدیون کے ساتھ ایسا کرتے تھے جو ادائے دین کے لئے کچھ چھوڑ نہ جائے (ت)

اور اگر بے اطلاع حضور پُرنور لوگ خود پڑھ لیں، تو وہ شفاعت بے اذن مالک ہے کافی و مسقط فرض نہیں۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے:

رأيت السيوطي ذكر في انموذج اللبيب انه ذكر بعض الحنفية ان في عهده عليه الصلوة والسلام لا يسقط فرض الجنازة الا بصلاته فيؤول الى ان صلاة الجنازة في حقه فرض عين وفي حق غيره فرض كفاية والله ولي الهداية۔[1]

میں نے دیکھا کہ امام سیوطی نے انموذج اللبیب میں لکھا ہے کہ بعض حنفیہ نے بیان کیا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد پاک میں فرضِ جنازہ حضور کی نماز کے بغیر ساقط نہ ہوتا — تو اس کا مآل یہ ہوگا کہ نمازِ جنازہ حضور کے حق میں فرضِ عین اور دوسرے کے حق میں فرضِ کفایہ ہو — اور خدا ہی ہدایت کا مالک ہے (ت)

اقول لا يؤول اليه وكيف وقد ثبت ما ذكرنا من امر الغال والمديون ولم يقل القائل ان فرض الجنازة كان لا يسقط عنه الا بصلاته صلى الله عليه وسلم ولو اراد هذا لكان تقييده بعهده صلى الله عليه وسلم عبثا مستغنى عنه انما المعنى ما قررنا ان الفرض لم يكن يسقط عن احد في عهده ما لم يصل او يأذن لكونه هو مالك الشفاعة صلى الله عليه وسلم۔

اقول یہ مآل نہ ہوگا، یہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ وہ جو ہم نے خائن اور مدیون کا معاملہ ذکر کیا وہ ثابت ہے — اُس قائل نے یہ نہیں کہا کہ حضور سے بغیر نمازِ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرض ساقط نہ ہوتا، اگر اس کا مقصد یہ ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مبارک کی قید لگانے کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی، مقصود وہ ہے جو ہم نے بیان کیا کہ سرکار کے عہد مبارک میں کسی سے یہ فرض ساقط نہ ہوتا جب تک حضور خود نہ پڑھیں یا دوسرے کو اذن نہ دیں اس لئے کہ شفاعت کے مالک وہی ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (ت)

---

[1] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب المشی بالجنازۃ والصلوٰۃ علیہا مکتبہ امدادیہ ملتان ۴/ ۵۰

اقول بنظرارث ومذکور کہ ہمیں خبر کردینا" اور اطلاع واقع نہ ہوئی، شریعت سے اس کے لئے ایک اور نظیر مل گئی، مسجد محلہ میں اہل محلہ جب جماعت صحیحہ غیر مکروہہ باعلانِ اذان ادا کرچکیں تو دوسروں کو باعادۂ اذان وہاں جماعت کی اجازت نہیں، اور اگر پہلی جماعت بے اذان یا باخفائے اذان واقع ہوئی تو انھیں روا ہے کہ اذان بروجہ مسنون دے کر محراب میں جماعت قائم کریں کہ جب وہ جماعت برخلافِ حکم سنت تھی تو اب یہ اعادۂ جماعت نہیں بلکہ یہی جماعت اولٰی ہے کما بیّنّاہ فی رسالتنا القطوف الدانیۃ لمن احسن الجماعۃ الثانیۃ (جیسا کہ ہم نے اسے اپنے رسالہ "القطوف الدانیۃ لمن احسن الجماعۃ الثانیۃ" میں بیان کیا ہے۔ت) یہی وجہ یہاں ہے ان تقریراتِ نفیسہ سے بحمد اللہ تعالٰی حدیثِ سکینہ اور اس کی نظائر کی بحث کا تصفیہ تمام ہوگیا اور نہ صرف ان مجتہد صاحب کے اختراع بلکہ تمسک شافعیہ کا بھی جواب تمام،

وبہ ظہر ان لوثبت ان الذین صلوا من قبل ان کانوا ھم المصطفین خلف المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن فیہ ما ینکربہ علی شیئ من مذھبنا ولاحاجۃ بنا الی الجواب الذی اورد العلامۃ القسطلانی فی ارشاد الساری وارتضاہ المولی علی القاری فی المرقاۃ وذکرہ الفاضل الزرقانی فی شرح الموطا ان صلوۃ غیرہ صلی اللہ علیہ وسلم وقعت تبعالہ صلی اللہ علیہ وسلم وبہ انحلت بحمد اللہ تعالٰی عقدۃ استصعبہا المحقق حیث اطلق فی الفتح واللہ سبحانہ ولی التوفیق والفتح والحمد للہ رب العٰلمین۔

اور اسی سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ اگر یہ بھی ثابت ہوجائے کہ جو لوگ جنازہ پہلے ادا کرچکے تھے وہی بعد کو سرکار مصطفٰے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پیچھے صف بستہ تھے تو اس میں کوئی ایسی بات نہ ہوگی جو ہمارے مذہب پر گرد اعتراض بٹھاسکے ــــ اور ہمیں اس جواب کی ضرورت نہیں جو علامہ قسطلانی نے ارشاد الساری میں ذکر کیا اور مولانا علی قاری نے مرقات میں اسے پسند کیا اور فاضل زرقانی نے شرح موطا میں اسے بیان کیا کہ "دوسرے حضرات کی نماز حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تبعیت میں تھی" ــــ اور اسی سے بحمد اللہ تعالٰی ایک اور عقدہ حل ہوگیا جسے محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں دشوار قرار دیا ہے۔ اور خدائے پاک ہی توفیق اور کشف کا مالک ہے، اور ساری خوبیاں اللہ کے لئے جو سارے جہانوں کا مالک ہے۔ (ت)

تنبیہ : اقول وباللہ التوفیق ولایت میت یا بذریعہ وراثت ملتی ہے ولہٰذا جو وراثت میں مقدم ولایت میں اقدم یا بطور نیابت ولی احق و والی مطلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے یعنی خلافت امام و سلطنت اسلام یعنی اول حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ولی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لانورث ماترکناہ صدقۃ[1]۔ رواہ احمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی عن ابی بکر صدیق وابوداؤد عن ام المؤمنین ونحوہ عن الزبیر واحمد والشیخان وابوداؤد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

ہمارا کوئی وارث نہ ہوگا ہم جو کچھ چھوڑیں گے صدقہ ہے۔ اسے امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوبکر صدیق سے روایت کیا اور ابوداؤد نے ام المومنین سے، اور اسی کے ہم معنی حضرت زبیر سے روایت کیا۔ اور امام احمد، بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ سے بھی روایت کیا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں ہے :

فاذامت فھو الی ولی الامر من بعدی[2]

جب میں انتقال فرماؤں تو میرے ترکے کا اختیار اُسے ہے جو میرے بعد ولی امر وخلیفہ ہوگا۔

رہی ولایت خلافت وہ ہنوز کسی کو نہ تھی یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئی، اگر یہی مانئے کہ جنازہ اقدس پر نماز ہوئی تو وہ غیر والی احق سے بلااذن ولی احق تھی، ہاں یہ ثابت کیا جائے کہ صدیق اکبر نے بعد خلافت نماز ادا کی اور پھر اعادہ کی گئی، مگر حاشا اس کا ثبوت کہاں ——

الحمدللہ اس تقریر کے بعد فقیر غفراللہ تعالیٰ نے مبسوط امام شمس الائمہ سرخسی سے پایا کہ بعینہٖ اسی جواب کی طرف اشارہ فرمایا۔ منحۃ الخالق میں مبسوط سے ہے :

لاتعاد الصلٰوۃ علی المیت الا ان یکون الولی ھوالذی حضر، ف ت

نماز جنازہ دوبارہ نہیں مگر یہ کہ ولی ہی بعد میں آیا تو اسے حق ہے اور دوسرے کو اس کا حق

---

[1] صحیح مسلم شریف کتاب الجہاد باب حکم الفئی نور محمد اصح المطابع کراچی ۲/۹۱
سنن ابوداؤد کتاب الخراج والفئی آفتاب عالم پریس، لاہور ۲/۶۰
[2] " " " " " " " "

الحق لہ ولیس لغیرہ ولایۃ اسقاطہ وھو تاویل فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان الحق لہ قال اللہ تعالٰی النبی اولٰی بالمؤمنین من انفسھم وھکذا تاویل فعل الصحابۃ رضی اللہ تعالٰی عنھم فان ابابکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کان مشغولا بتسویۃ الامور وتسکین الفتنۃ فکانوا یصلون علیہ قبل حضورہ وکان الحق لہ لانہ ھو الخلیفۃ فلما فرغ صلی علیہ ثم لم یصل احد بعدہ علیہ[1] ام **اقول** وبما قررنا ظھر لك سقوط ماوقع ھھنا فی المنحۃ فافھم وتثبت وللہ المنۃ۔

ساقط کرنے کا اختیار نہیں ـــــ یہی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے فعل کی تاویل ہے کیونکہ حق سرکار کا تھا، اللہ تعالٰی فرماتا ہے: نبی مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں ـــــ اور اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے فعل کی تاویل ہے اس لئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ معاملات درست کرنے اور فتنہ فرو کرنے میں لگے ہوئے تھے تو ان کی آمد سے پہلے لوگ صلوٰۃ پڑھتے جاتے اور حق صدیق کا تھا کیونکہ خلیفہ وہی ہوئے تو جب فارغ ہوئے سرکار کی نمازِ جنازہ پڑھی پھر کسی نے حضور کی نماز نہ پڑھی ـــــ **اقول** ہماری تقریر سے وہ اعتراض ساقط ہوگیا جو یہاں منحۃ الخالق میں ہے۔ تو اسے سمجھو اور ثابت قدم رہو۔ اور احسان خدا ہی کا ہے (ت)

رابعاً ثبوت ہو کہ دوبارہ نماز پڑھنے والے خود وہی لوگ ہیں جو اول پڑھ چکے تھے کہ نئے لوگوں کا پڑھنا اگرچہ ولی احق کے بعد بلا خلافیہ حنفیہ وشافعیہ ہو ان مجتہد صاحب کے مذہب وفتوٰی کا مصحح نہیں ہوسکتا کہ انہوں نے تو پڑھ چکنے والوں کو دوبارہ پڑھواتی۔

خامساً ہر تقدیر پر ضرور ہے کہ جو حدیث ہو صحیح فقہی ہو۔ مجرد صحت حدیثی اثبات حکم کے لئے بس نہیں ہوتی، مجتہد صاحب اگر علم رکھتے ہوں گے صحت حدیثی وصحتِ فقہی کا فرق جانتے ہوں گے۔ ورنہ فقیر کا رسالہ الفضل الموھبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذھبی ملقب بہ لقب تاریخی "اعز النکات بجواب سوال ارکات" جس کا سوال مقام ارکات سے آیا اور اس کے جواب میں لکھا گیا تھا ملاحظہ فرمائیں، نہ مثل حدیث تعدد الصلوٰۃ علی سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کہ،

اوّلاً حدیث صحیح بخاری شریف کے صریح خلاف جس میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری شاہد ومشاہد مشہد اُحد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی :

---

[1] منحۃ الخالق حاشیۃ علی البحر الرائق فصل السلطان احق بصلٰوتہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۱۸۲

امربد فنهم بدمائهم ولم يغسلوا ولم يصلوا عليهم[1] ورواه ايضا احمد بسند جيد والترمذی وصححه والنسائی و ابن ماجة۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُن شہدائے کرام کو ویسے ہی خون آلود دفن کرنے کا حکم فرمایا اور انھیں غسل نہ دیا گیا، نہ ان کی نماز ہوئی۔ اسے احمد نے سندِ جید کے ساتھ روایت کیا۔ ترمذی نے روایت کرکے صحیح قرار دیا۔ نسائی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے (ت)

مجتہدینِ زمانہ کے مسلک کے بالکل خلاف ہے کہ حدیث صحیح بخاری کے رَد کے لئے ادھر کی روایات پر عمل حلال جانیں۔

ثانیاً اُس کی خود حالت یہ کہ اس کی کوئی سند مسند مقال سے خالی نہیں اور متن بشدت مضطرب اگر اس کی تفصیل کیجئے ایک رسالہ مستقل ہوتا ہے، مجتہد صاحب کو ہوس ہوئی تو بعونہٖ تعالٰی تسکین کافی کی جائے گی وباللہ التوفیق لاجرم۔

ان مجتہدینِ تازہ کے بزرگوار ابن تیمیہ کے جدِامجد نے منتقی میں کہا:

قد رویت الصلوٰة علیهم باسانید لاتثبت[2]

شہدائے اُحد کی نماز ہونا ایسی سندوں سے مروی ہے جو ثابت نہیں۔ (ت)

ہاں تو ایک اثر مرسل ابوداؤد نے مراسیل میں بسند ثقات ابو مالک غفاری تابعی سے روایت کیا:

ان النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم صلی علٰی قتلٰی اُحد عشرة عشرة فی کل عشرة حمزة رضی اللّٰه عنه حتی صلی علیه سبعین صلوٰة[3]

نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے شہدائے اُحد پر دس دس آدمی کرکے نماز پڑھی، ہر دس میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالٰی عنہ ہوتے، یہاں تک کہ ان پر ستّر بار نماز پڑھی۔ (ت)

یہ ایک تو مرسل، اور مرسل ان صاحبوں کے نزدیک مہمل، اور دوسرے فی نفسہٖ مشکل۔ شہدائے اُحد رضی اللہ عنہم ستّر تھے جب دس دس پر نماز ہوئی سات نمازیں ہوں گی ستّر کیونکر!

ثم اقول وباللہ التوفیق بعد تسلیم صحتِ حدیث غایت درجہ جو ثابت ہوگا وہ اس قدر کہ

---

[1] صحیح البخاری باب الصلوٰة علی الشہید قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۷۹

[2] منتقی الاخبار مع نیل الاوطار ترک الصلوٰة علی الشہید مصطفی البابی مصر ۴/۴۳

[3] السنن الکبرٰی کتاب الجنائز باب من زعم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی علٰی اُحد الخ دار صادر بیروت ۴/۱۲

شہداء پر نعشیں بدل کر نمازیں ہُوا کیں اور نعش مبارک سید الشہداء رضی اللہ عنہم بدستور رکھی رہی، مجرد نہ اٹھایا جانا مستلزم اعادہ صلوٰۃ نہیں کہ یہ امر نیت حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے علم پر موقوف اور نیت غیبت ہے اور غیبت پر اطلاع نہیں، ممکن کہ اُن کی نعش ہر بار کے برکات نازلہ میں شمول کے لئے رکھی گئی ہو۔ ظاہر ہے کہ ایسی جگہ رویت کا مبلغ صرف صورتِ ظاہرہ تک ہے، نہ معنی باطن تک، اور مطلب مستدل کا ثبوت اُسی معنی باطن پر موقوف اور اس پر دلیل نہیں تو استدلال راسا ساقط۔ ہاں اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خود اپنی زبان مبارک سے ایسا بیان فرماتے تو احتجاج صحیح تھا واذ لیس فلیس (اور جب وہ نہیں تو یہ بھی نہیں۔ ت)

سادساً ذرا یہ بھی ملحوظ رہے کہ وہ محل محتمل اختصاص نہ ہو خصوصاً جہاں خصوص پر قرینہ قریبہ قائم ہو، جیسے حدیثِ خادمہ مسجد رضی اللہ عنہا وغیرہا جن کی قبر پر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز پڑھ کر وجہ خود ارشاد فرمائی:

ان ھذہ القبور مملوۃ علی اھلھا ظلمۃ و انی انورھا بصلوٰتی علیھم[1] صلی اللہ علیہ وسلم قدر نورہ وجمالہ وجودہ ونوالہ علیہ وعلی اٰلہ اجمعین۔ رواہ مسلم وابن حبان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ واصل الحدیث متفق علیہ۔

بیشک یہ قبریں اپنے ساکنوں پر اندھیرے سے بھری ہیں اور بیشک میں اپنی نماز سے انھیں روشن کردیتا ہوں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالٰی ان پر درود وسلام نازل فرمائے ان کے نور وجمال اور جود ونوال کے اندازے سے اور ان کی آل واصحاب سب پر۔ یہ حدیث مسلم اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اور اصل حدیث بخاری ومسلم کی متفق علیہ ہے۔ (ت)

زید بن ثابت ویزید بن ثابت رضی اللہ عنہما کی حدیثوں میں گزرا کہ بے میری اطلاع کے دفن نہ کردیا کرو کہ میری نماز اس کے حق میں رحمت ہے۔

اقول خود نظر ایمانی گواہ ہے کہ کروڑوں صلحاء واتقیاء کسی جنازہ کی نماز پڑھیں مگر وہ بات کہاں جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے پڑھنے میں ہے، وہ برکات وہ درجات ومثوبات دوسرے کی نماز میں حاصل ہی نہیں ہوسکتیں، اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم بہ نص قطعی قرآن عظیم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رءوف رحیم[2] ہیں کہ ہر مسلمان کی کلفت اُن پر گراں، ایک ایک امتی کی بھلائی پر

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنائز نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/ ۳۱۰

[2] القرآن ۹/ ۱۲۸

حریص، ہرمومن پر نہایت نرم دل مہربان۔ وہ کیونکر گوارا فرمائیں کہ دُنیا میں اُن کے تشریف رکھتے ہوئے مسلمان سخت منزل کا سفر کرے اور اُن کی رحمت اُن کی برکت کا توشہ اُس کے ساتھ نہ ہو اوروں کی نماز اُن کی نماز سے کیا مانع ہوسکتی ہے تو اس فعل کا وجہ خاص ہی سے ناشی ہونا ظاہر والامر و زید و عمر کا مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر قیاس باطل وضائع۔ شرح موطائے امام مالک میں ہے:

والدلیل علی الخصوصیۃ ما زاد مسلم (فذکرہ قال) وھذا لایتحقق فی غیرہ صلی اللہ علیہ وسلم[1]۔

خصوصیت کی دلیل وہ ہے جو مسلم نے مزید روایت کیا (اس کے بعد حدیث مذکور بیان کی پھر کہا) اور یہ بات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی دوسرے میں متحقق نہیں۔ (ت)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں علامہ ابن ملک سے ہے:

صلاتہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت لتنویر القبر وذالایوجد فی صلوٰۃ غیرہ[2]۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز قبر کو روشن کرنے کے لئے تھی اور یہ بات دوسرے کی نماز میں نہیں۔ (ت)

اقول اس سے زائد محل خصوص خصوص واقعۂ سید اہل خصائص ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہاں تو ان معاملات میں بہت باتیں خصوصیات سے واقع ہوئیں نعش مبارک کا مقابر کی طرف نہ لے جانا، جہاں روحِ اقدس نے رفیقِ اعلیٰ کی طرف رجوع فرمایا خاص اسی جگہ دفن ہونا، نہلانے میں قمیصِ مقدس بدنِ اقدس سے نہ جدا کیا جانا، سب صحابہ کے مشرف ہولینے کے لئے جنازہ مبارک کا پورے دو دن رکھا رہنا، جنازہ اقدس پر کسی کی امامت روا نہ ہونا انھیں خصوصیات میں یہ بھی سہی، خصوصاً جبکہ حدیث میں وارد ہے کہ یہ صورت حسب وصیتِ اقدس واقع ہوئی کما قدمنا من حدیث عبداللہ رضی اللہ عنہ (جیسا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ہم اس کو پیش کرچکے۔ ت) نمازِ جنازہ مسلمان کا حق مسلمان پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام وعیادۃ المریض واتباع الجنازۃ و

مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں: (۱) سلام کا جواب دینا (۲) بیمار کی عیادت کرنا (۳) جنازے کے

---

[1] شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک التکبیر علی الجنائز التجاریۃ الکبریٰ مصر ۲/ ۶۰

[2] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب المشی بالجنازہ والصلوٰۃ علیہا مکتبہ امدادیہ ملتان ۴/ ۱۵

اجابۃ الدعوۃ وتشمیت العاطس۔[1] رواہ الشیخان عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

دیکھنے جانا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینک پر حمد کا جواب دینا۔ اسے بخاری ومسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

عام مومنین کا حق ایسا ہونا آسان کہ حضار سے بعض نے ادا کر دیا ادا ہوگیا مگر مولائے نعمت ہر دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا حق عظیم کہ بعد حضرت حق عزوجل اعظم حقوق ہے، اگر تمام حضار پر لازم عین ہوگیا مستبعد، معہذا اعظم مقاصد مہمہ سے ہر مسلمان حاضر کا بالذات اس شرف اجل واعظم سے مشرف ہونا ہے۔ ہم اوپر متعدد احادیث بیان کر چکے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بندۂ مقبول کو بعد وفات پہلا تحفہ جو بارگاہ عزت سے ملتا ہے یہ ہے کہ جتنے لوگ اس کے جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں اللہ عزوجل سب کی مغفرت فرما دیتا ہے[2]، نہ کہ نبی کا جنازہ نہ کہ سید الانبیاء علیہ وعلیہم افضل الصلوۃ والثناء کا، اس کے فضل کی مقدار کون قیاس کر سکتا ہے! شریعت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیۃ مسلمانان کے لئے خیر محض ونفع خاص لے کر آتی ہے ذکر معاذ اللہ انھیں ایسے فضل عظیم سے محروم کرنا تو حکمت شرعیہ اسی کی مقتضی تھی کہ یہاں اجازت عامہ دی جائے۔ حجرۂ اقدس میں جگہ کتنی اور حضار تیس ہزار، کما ورد فی حدیث (جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ ت)، اب اگر یہ حکم ہوتا کہ اول بار جو پڑھ لیں پڑھ لیں تو ہزار ہا صحابہ کی محرومی، دوسرے اس پر تنافس شدید واقع ہونا مظنون بلکہ یقینی جب معلوم ہوتا کہ یہاں بھی مثل تمام جنائز ایک ہی بار کی اجازت ملے گی تو ہر ایک یہ چاہتا کہ میں ہی پڑھ لوں، لہذا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا علم عظیم وجود عمیم مقتضی ہوا کہ اپنے معاملہ میں خود فوج فوج حاضری کی وصیت فرما دی صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہی سر جلیل جنازہ اقدس پر جنازہ نہ ہونے کی بھی ایک حکمت نفیسہ ہے تاکہ تمام حضار بالذات بلاواسطہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے شرفیاب ہوں۔ امام اجل سہیلی یہاں امامت نہ ہونے کی وجہ فرماتے ہیں،

اخبر اللہ انہ وملئکتہ یصلون علیہ صلی اللہ علیہ وسلم وامر کل واحد من المومنین ان یصلی علیہ فوجب علی کل واحد ان یباشر

یعنی اللہ عزوجل نے خبر دی کہ وہ اور اس کے سب فرشتے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اور ہر مسلمان پر حکم فرمایا کہ ان پر درود بھیجے صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وبارک وسلم، تو ہر شخص پر واجب ہوا

---

[1] صحیح البخاری کتاب الجنائز قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۶۶

[2] نوادر الاصول فی معرفۃ احادیث الرسول الاصل الرابع والخمسون الخ دار صادر بیروت ص ۸۷

الصلوٰۃ علیہ منہ الیہ والصلوٰۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ من ھذا القبیل[1]، نقلہ فی شرح الموطا۔ کہ محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر ایسے درود بھیجے کہ بلا توسط دیگرے اُس شخص کی طرف سے محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اللھم صل وسلم وبارک علیہ وآلہ وصحبہ وامتہ اجمعین۔ اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر بعد وصال شریف صلوٰۃ بھی اسی قبیل سے ہے۔ یعنی تو اُس کا کامل بے وساطت احدے ہونا چاہیے۔ اسے شرح موطا میں نقل کیا۔

بالجملہ یہ محل اعلٰی مواطن خصوص سے ہے۔ ولاجرم علامہ سید ابوالسعود محمد الزہری نے حواشی کنز میں فرمایا تکرار الصلٰوۃ علی النبی علیہ الصلٰوۃ والسلام کان مخصوصًا بہ[2]۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر تکرارِ نماز ان ہی کے ساتھ مخصوص تھی۔ (ت)

سابعًا پھر تنبیہ کی جاتی ہے کہ مجتہد صاحب اپنے مذہب کی فکر کریں۔ وہ واقعہ جو ان کے مسلک مذکور کا رد ہو مثلاً مہینہ بھر بعد نماز پڑھنا کما علی ام سعد (جیسے حضرت اُم سعد پر۔ ت) یا مہینوں برسوں پیچھے کما علی اھل البقیع (جیسے بقیع والوں پر۔ ت) یا آٹھ برس گزرے کما علی اھل اُحد (جیسے اُحد والوں پر۔ ت) علاوہ اور جوابوں کے خود اُن کا رد ہوگا، نہ اُن کی سند کہ یہاں اُن سے مطالبہ اپنا ادعا ثابت کرنے کا ہے وانی لہ ذٰلک واللہ الھادی الی اقوم المسالک (اور ان سے یہ کہاں ہو سکے گا! اور خدا ہی راست ترین راہ کی ہدایت فرمانے والا ہے۔ ت)

الحمدللہ! ان چند جمل نفیسہ مجملہ مختصرہ نے صرف مجتہدین زمانہ ہی کے آنکھ کان نہ کھولے بلکہ بحمداللہ تعالٰی بنظرِ انصاف دیکھئے تو مسئلہ کا فیصلہ بحث کا تصفیہ کامل کر دیا۔

وللہ الحمد اب بتوفیق اللہ تعالٰی بعض نکات و تمسکات کہ اس مسئلہ میں فیض قدیر سے قلب فقیر پر فائز ہوئے ذکر کرکے کلام ختم کروں جو بعونہٖ تعالٰی اصل مسئلہ یعنی ممانعت تکرار جنازہ میں تائید مذہب حنفیت کریں یا مسلک طریدہ مجتہد جدید کا ابطال کلی خواہ ابطال کلیت۔

فاقول وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق (تو میں کہتا ہوں، اور توفیق خدا ہی سے ہے اور اسی کی مدد سے بلندیٔ تحقیق تک رسائی ہے۔ ت)

اوّلاً نماز جنازہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں میت کی شفاعت ہے کما قد منا عن الحدیث (جیسا

---

[1] شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک ماجاء فی دفن المیت المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ۲/۶۶
[2] فتح المعین فصل فی الصلوٰۃ علی المیت ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۵۳

20

کو حدیث سے اس کو ہم پیش کر آئے۔ ت) اور اللہ عزوجل فرماتا ہے: من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ کون ہے جو اللہ کے یہاں شفاعت کرے مگر اس کے اذن سے۔ اور اذن اللہ عزوجل کا قرآن عظیم سے ثابت ہو یا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اذن قولی یا فعلی یا تقریری سے، اور صورت مذکورہ کا اذن کہیں ثابت نہیں و من ادعی فعلیہ البیان (جو دعوٰی کرے دلیل اس کے ذمہ ہے۔ ت) لاجرم ان مجتہد صاحب نے بے ثبوت اذن الٰہی بارگاہ عزت میں شفاعت پر جرأت و بیباکی کی اور اپنے ساتھ اور مسلمان کو بھی اس بلا میں ڈالا اور من ذا الذی یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا[1] (جو کوئی بری سفارش کرے اسے بھی اس کا حصہ ملے۔ ت) سے حصہ لیا دیا۔

وھذا دلیل ان استقصی ادی الی اثبات المذھب تادیۃ صریحۃ ونفی قول کل من خالف فعلیک بتطلیب الصریحۃ۔

یہ ایسی دلیل ہے کہ اگر اس کی تہہ تک جائیں تو صراحۃً اثبات مذہب تک پہنچائے اور ہر مخالف کے قول کی تردید کر دے، تو صریح کی تلاش تمہارے ذمہ ہے (ت)

ثانیاً مسند امام احمد و سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لا تصلوا صلوٰۃ فی یوم مرتین[2]

کوئی نماز ایک دن میں دو بار نہ پڑھو۔

نیز حدیث میں ہے:

لا یصلی بعد صلاۃ مثلہا[3]۔ رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ من قولہ وظاھر کلام الامام محمد انہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الامام ابن الھمام ومحمد اعلم بذلک منا۔

کسی نماز کے بعد اس کے مثل نہ پڑھی جائے۔ اسے ابوبکر بن ابی شیبہ نے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ان کے قول کی حیثیت سے نقل کیا، اور امام محمد کے ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ امام ابن الہمام فرماتے ہیں: امام محمد ہم سے زیادہ اس کا علم رکھتے ہیں (ت)

---

[1] القرآن ۴/ ۸۵

[2] مسند امام احمد بن حنبل از عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دار الفکر بیروت ۲/ ۱۹
سنن ابی داؤد باب اذا صلی فی جماعۃ ثم ادرک جماعۃ آفتاب عالم پریس، لاہور ۱/ ۸۶

[3] مصنف ابن ابی شیبہ من کرہ ان یصلی بعد الصلوٰۃ مثلہا ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/ ۲۰۶

اقول یہ حدیثیں بھی نفی تکرار پر صریح دال ہیں، حدیث ثانی تو عام مطلق ہے، اور اولیں میں یوم کی قید اس نظر سے کہ مثلاً ظہر کی نمازوں کی تکرار سے تو آپ ہی مکرر ہوگی، کل کی ظہر اور آج کی اور کرّان کا سبب وقت ہے، جب وقت دوبارہ آیا دوبارہ آئی، مگر ایک ہی سبب یعنی ایک ہی وقت میں مکرر نہ ہوگی، نمازِ جنازہ کا سبب مسلم میّت ہے۔ جب میّت متکرر ہو نماز متکرر ہوگی مگر ایک ہی میّت پر مکرر نہیں ہو سکتی۔

ثالثاً ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم نے روایت کی:

عن صالح مولی التوأمة عمن ادرك ابابكر وعمر رضی الله تعالٰی عنهما انهم كانوا اذا تضايق بهم المصلى انصرفوا و لم يصلوا على الجنازة فی المسجد[۱]۔

یعنی ابوبکر صدیق و عمر فاروق و دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کی عادت کریمہ تھی کہ جب نمازِ جنازہ میں مصلّی تنگی کرتا کہ اس میں گنجائش نہ پاتے واپس جاتے اور نمازِ جنازہ مسجد میں نہ پڑھتے۔

اقول نمازِ جنازہ کے جو فضائل جلیلہ ہیں صدیق و فاروق و صحابہ رضی اللہ تعالٰی علیہم پر مخفی نہ تھے نہ اُن سے توقع کہ ایسے فضلِ جلیل کے لئے تشریف بھی لائیں اور پھر باوصف قدرت اُسے چھوڑ کر چلے جائیں، اگر نمازِ جنازہ دوبارہ جائز ہوتی تو تنگی مصلّی کیا حرج کرتی اور واپس جانے کی کیا وجہ تھی۔ جب پہلے لوگ پڑھ چکے اس کے بعد دوسری جماعت فرما لیتے۔

رابعاً۔ عن عبد الله بن سلام لما فاتته الصلوٰة على عمر رضی الله تعالٰی عنه قال ان سبقت بالصلوٰة فلم اسبق بالدعاء له[۲]۔ ذكره السيد الازهری فی فتح الله المعين۔ وقد كان هذا الحديث فی ذكری والاستناد به فی خاطری حتی رأيت الازهری تمسك به فاسندته اليه ولم يحضرنی الأن من غيره۔

یعنی عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ کو جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے جنازہ مبارک پر نماز میرے آنے سے پہلے ہو چکی تو کہا کہ دعا کی بندش تو نہیں میں ان کے لئے دعا کروں گا۔ اسے فتح اللہ المعین میں سید ازہری نے ذکر کیا، یہ حدیث مجھے یاد تھی اور اس سے استناد میرے ذہن میں تھا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ سید ازہری نے اس سے استدلال کیا ہے تو میں نے ان ہی کی طرف اس کی نسبت کی اور بروقت اس کا کوئی اور حوالہ میرے ذہن میں نہیں۔ (ت)

---

[۱] المصنف لابن ابی شیبہ من کرہ الصلوٰۃ علی الجنازۃ فی المسجد ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۳/۳۶۵

[۲] فتح اللہ المعین فصل فی الصلوٰۃ علی المیت ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۵۳

خامسًا شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں،

در بعض روایات آمدہ کہ روزِ دیگر ابوبکر صدیق و عمر فاروق و دیگر اصحاب بخانۂ علی مرتضیٰ بجہت تعزیت آمدند شکایت کردند کہ چرا مارا خبر نہ کردی تا شرفِ نماز و حضوری دریافتیم۔ علی مرتضیٰ گفت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصیت کردہ بود کہ چوں از دنیا بروم مرا بہ شب دفن کنی تا چشم نامحرم بر جنازہ من نیفتد، پس بموجب وصیت وے عمل کردم۔ این ست روایت مشہور۔[1]

بعض روایات میں آیا ہے کہ دوسرے دن حضرات ابوبکر صدیق و عمر فاروق و دیگر صحابہ حضرت علی مرتضیٰ کے گھر تعزیت کے لئے آئے اور شکایت فرمائی کہ ہمیں خبر کیوں نہ دی کہ ہم نماز اور حاضری کا شرف حاصل کرتے۔ علی مرتضیٰ نے فرمایا: فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی تھی کہ میں جب دنیا سے جاؤں تو مجھے رات میں دفن کریں تاکہ میرے جنازے پر نامحرم کی نظر نہ پڑے، تو میں نے ان کی وصیت کے مطابق عمل کیا۔ یہ ہے روایت مشہور۔ (ت)

اقول ان روایات سے بھی روشن کہ صدیق و فاروق و عبداللہ بن سلام و دیگر اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم دوبارہ نمازِ جنازہ ناجائز جانتے ورنہ فوت ہونا کیا معنی، اور شکایت وافسوس کا کیا محل۔

سادسًا ابوبکر بن ابی شیبہ اپنی مصنف اور امام اجل ابوجعفر طحاوی شرح معانی الآثار میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے موقوفًا اور ابن عدی کامل میں بروایت ابن عباس حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے راوی،

وھذا حدیث الطحاوی بطریق عمر بن ایوب الموصلی عن مغیرۃ بن زیاد عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فی الرجل تفجأہ الجنازۃ وھو علی غیر وضوء قال یتیمم ویصلی علیہا۔[2]

(اور یہ امام طحاوی کی حدیث ہے جس کی سند یہ ہے عمر بن ایوب موصلی، مغیرہ بن زیاد، عطاء، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ ت) یعنی جس شخص کے پاس ناگاہ جنازہ آجائے اور اُسے وضو نہ ہو وہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔

ابن ابی شیبہ کی روایت یہ ہے:

حدثنا عمر بن ایوب الموصلی عن مغیرۃ

ہم سے عمر بن ایوب موصلی نے مغیرہ بن زیاد سے

---

[1] تحفہ اثنا عشریہ باب دوم سہیل اکیڈمی لاہور ص ۲۸۱

[2] شرح معانی الآثار باب ذکر الجنب والحائض ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/ ۶۴

بن زیاد عن عطاء عن ابن عباس قال اذا فجأتك الجنازة وانت علی غیر وضوء فتیمم وصل۔[1]

روایت کی انھوں نے عطاء سے، انھوں نے حضرت ابنِ عباس سے، انھوں نے فرمایا۔ (ت) جب تجھے نمازِ جنازہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو اور وضو نہیں تو تیمم کر کے پڑھ لے۔

ابنِ عدی کی حدیث یوں ہے:

عن معافی بن عمران عن مغیرۃ بن زیاد عن عطاء عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال اذا فجأتك الجنازۃ وانت علی غیر وضوء فتیمم۔[2] قال ابن عدی ھذا مرفوع غیر محفوظ والحدیث موقوف علی ابن عباس۔[3]

(معافی بن عمران، مغیرہ بن زیاد سے، وہ عطاء سے، وہ ابن عباس سے، وہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے راوی ہیں۔ ت) یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا "جب ناگہانی تیرے سامنے جنازہ آجائے اور تجھے وضو نہ ہو تو تیمم کر لے"۔ (ابن عدی نے کہا یہ مرفوع غیر محفوظ ہے اور حدیث حضرت ابن عباس پر موقوف ہے۔ ت)

دارقطنی و بیہقی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی:

انہ اُتی بجنازۃ وھو علی غیر وضوء فتیمم ثم صلی علیہ۔[4]

یعنی ان کے پاس ایک جنازہ آیا اُس وقت وضو نہ تھا تیمم کر کے نماز میں شریک ہوگئے۔

اسی کے مثل ابن ابی شیبہ و امام طحاوی نے باسانیدِ کثیرہ امام حسن بصری و امام ابراہیم نخعی و ابوبکر نے عکرمہ تلمیذ ابن عباس اور طحاوی نے عطاء بن ابی رباح و عامر و ابن شہاب زہری و حکم سات ائمہ تابعین سے روایت کیا اگر نمازِ جنازہ کی تکرار روا ہوتی تو فوت کے کیا معنی تھے، اور اُس کے لئے تندرست کو پانی موجود ہوتے ہُوئے تیمم کیونکر جائز ہوتا؟ حالانکہ رب جل وعلا فرماتا ہے، فلم تجدوا ماءً[5]

---

[1] المصنف لابن ابی شیبہ فی الرجل یخاف ان تفوتہ الصلٰوۃ علی الجنازۃ ادارۃ القرآن کراچی ۳/ ۳۰۵

[2] الکامل لابن عدی ترجمہ یمان بن سعید المصیصی دارالفکر بیروت ۷/ ۲۶۴۰

[3]

[4] سنن دارقطنی باب الوضوء والتیمم من آنیۃ المشرکین نشرالسنۃ ملتان ۱/ ۲۰۲

[5] القرآن ۴/ ۴۳

(اور تمہیں پانی نہ ملے۔ ت) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا یقبل اللہ صلوۃ احدکم اذا احدث حتی یتوضأ۔ اخرجہ الشیخان وابوداؤد والترمذی عن ابوھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

بے وضو جب تک وضو نہ کرے خدا اس کی نماز قبول نہیں فرماتا۔ اسے بخاری ومسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ (ت)

اور خود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

لا تقبل صلوۃ بغیر طھور ولا صدقۃ من غلول۔ اخرجہ عنہ مسلم والترمذی وابن ماجۃ۔

کوئی نماز بغیر طہارت کے اور کوئی صدقہ مالِ خیانت سے مقبول نہیں۔ اسے حضرت ابوہریرہ سے مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ (ت)

نمازِ جنازہ میں تعجیل شرعاً نہایت درجہ مطلوب۔ صحاحِ ستّہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں، اسرعوا بالجنازۃ جنازہ میں جلدی کرو۔
امام احمد وترمذی وابن ماجہ وحاکم وابن حبان وغیرہم امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے راوی حضور پُرنور سیّدِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثلث لا تؤخرھن، الصلوۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا۔

تین چیزوں میں دیر نہ کرو، نماز جب اس کا وقت آجائے اور جنازہ جس وقت حاضر ہو، اور زنِ بے شوہر جب اس کا کفو ملے۔

سننِ ابی داؤد میں حصین بن وحوح انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

عجلوا فانہ لا ینبغی لجیفۃ مسلم ان ۔۔۔ جلدی کرو کہ مسلمان کے جنازے کو

؎۱ صحیح البخاری	باب لا تقبل الصلوۃ بغیر طہور	قدیمی کتب خانہ کراچی	۱/۲۵
"	کتاب الحیل	"	۲/۱۱۲۴
؎۲ صحیح مسلم	کتاب الطہارۃ	نور محمد اصح المطابع کراچی	۱/۱۱۹
؎۳ "	کتاب الجنائز	"	۱/۳۰۷
؎۴ المستدرک علی الصحیحین	کتاب النکاح	دار الفکر بیروت	۲/۱۶۲
جامع الترمذی	ابواب الجنائز	امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی	۱/۱۲۷

يحبس بين ظهرى اهله[1]۔ — روکنا نہ چاہئے۔

طبرانی بہ سند حسن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

اذا مات احدکم فلا تحبسوہ واسرعوا بہ الی قبرہ[2]۔ — جب تم میں سے کوئی مرے تو اُسے نہ روکو اور جلد دفن کو لے جاؤ۔

ولہٰذا علماء فرماتے ہیں: اگر روز جمعہ پیش از جمعہ جنازہ تیار ہو گیا جماعت کثیرہ کے انتظار میں دیر نہ کریں پہلے ہی دفن کر دیں۔ اس مسئلہ کا بہت لحاظ رکھنا چاہئے کہ آج کل عوام میں اس کے خلاف رائج ہے۔ جنھیں کچھ سمجھ ہے وہ تو اسی جماعت کثیر کے انتظار میں روک رکھتے ہیں، اور نرے جُہّال نے اپنے جی سے اور باتیں تراشی ہیں کوئی کہتا ہے میت بھی جمعہ کی نماز میں شریک ہو جائے، کوئی کہتا ہے نماز کے بعد دفن کریں گے تو میت کو ہمیشہ جمعہ ملتا رہے گا۔ یہ سب بے اصل وخلاف مقصد شرع ہیں۔ درمختار میں ہے: یسرع فی جہازہ[3] (اس کی تجہیز میں جلدی کرے۔ ت) تنویر الابصار میں ہے:

وکرہ تاخیر صلاتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد صلٰوۃ الجمعۃ[4]۔ — اس مقصد سے کہ جمعہ کے بعد جماعتِ عظیم شریکِ جنازہ ہو نمازِ جنازہ اور دفن میں تاخیر مکروہ ہے (ت)

نیز جنازے پر تکثیرِ جماعت شرعاً بہت محبوب کہ اس میں میت کی اعانت جسیم اور اُس کے لئے عنوسیئات و رفع درجات کی امیدِ عظیم ہے، چالیس نمازیوں اور سو نمازیوں کی تین حدیثیں اوپر گزریں، اور احمد اور ابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ حضرت مالک بن ہبیرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مامن مومن یموت فیصلی علیہ امۃ من المسلمین یبلغون ان یکونوا ثلثۃ صفوف الا غفرلہ[5]۔ — جس مسلمان کے جنازے پر مسلمانوں کا ایک گروہ کہ تین صف کے مقدار کو پہنچا ہو نماز پڑھے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

---

[1] سنن ابی داؤد — باب تعجیل الجنازہ — آفتاب عالم پریس لاہور — ۲/۹۴

[2] المعجم الکبیر — مروی از عبداللہ بن عمر حدیث ۱۳۶۱۳ — المکتبۃ الفیصلیہ بیروت — ۱۲/۴۴۴

[3] درمختار — باب صلٰوۃ الجنائز — مطبع مجتبائی دہلی — ۱/۱۲۴

[4] درمختار شرح تنویر الابصار

[5] سنن ابی داؤد — باب فی الصفوف علی الجنازہ — آفتاب عالم پریس لاہور — ۲/۹۵

ترمذی کی روایت میں ہے :

من صلی علیہ ثلثة صفوف اوجب[1]۔ — جس پر تین صفیں نماز پڑھیں اُس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

ابن ماجہ[2] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من صلی علیہ مائة من المسلمین غفر لہ[2]۔ — جس پر سو مسلمان نماز پڑھیں بخشا جائے۔

نسائی[3] ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

مامن میت یصلی علیہ امة من الناس الا شفعوا فیہ[3]۔ — جس مُردے پر مسلمانوں کا ایک گروہ نماز پڑھے اُن کی شفاعت اس کے حق میں قبول ہو۔

راویِ حدیث ابو الملیح نے کہا، گروہ چالیس[3] آدمی ہیں۔

طبرانی معجم کبیر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

مامن رجل یصلی علیہ الا غفر اللہ لہ[4]۔ — جس مسلمان پر سو آدمی نماز پڑھیں اللہ عزوجل اُس کی مغفرت فرمادے۔

لہٰذا شریعتِ مطہرہ نے صرف فرضیت کفایہ پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ نماز جنازہ میں نمازیوں کے لئے عظیم و اعظم افضال النیہ کے وعدے دئے کہ لوگ اگر نفعِ میت کے خیال سے جمع نہ ہوں گے اپنے فائدے کے لئے دوڑیں گے، اس بارے میں چھ میں چھ حدیثیں اوپر گزریں، اور صحاح ستہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من شھد الجنازة حتی یصلی علیھا فلہ — جو نماز ہونے تک جنازہ میں حاضر رہے اس کے لئے

---

[1] جامع الترمذی ابواب الجنائز امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱/۱۲۲
[2] سنن ابن ماجہ باب ماجاء فیمن صلی علیہ جماعة من المسلمین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۸
[3] سنن النسائی فضل من صلی علیہ مائة نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱/۲۸۲
[4] مجمع الزوائد بحوالہ الطبرانی فی الکبیر باب فیمن صلی علیہ جماعة دار الکتاب بیروت ۳/۳۶

قیراط ومن شہدھا حتی تدفن فلہ قیراطان قیل وما القیراطان قال مثل الجبلین العظیمین[1] ولمسلم اصغرھا مثل احد[2]

ایک دانگ ثواب ہے اور دفن تک حاضر رہے تو دو دانگ، جیسے بڑے دو پہاڑ، ان میں کا چھوٹا کوہِ اُحد کے برابر۔

اسی کے مثل مسلم وابن ماجہ نے حضرت ثوبان اور امام احمد نے بسندِ صحیح قیراطِ نماز کی حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کی، اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من اتبع جنازۃ حتی یقضی دفنہا کتب لہ ثلثۃ قراریط القیراط منہا اعظم من جبل احد[3]

جو کسی جنازہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ دفن ہو چکے اُس کے لئے تین قیراط اجر لکھا جائے، ہر قیراط کوہِ اُحد سے بڑا۔

بزار کی یہاں حدیث موقوف ابی ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ میں ہے، جو کسی جنازہ میں اہلِ جنازہ کے پاس تک جائے اُس کے لئے ایک قیراط ہے، پھر اگر جنازہ کے ساتھ تک چلے تو ایک قیراط اور ملے اور نماز پر تیسرا اور دفن پر انتظار تک چوتھا قیراط پائے۔

ابن ماجہ امیر المومنین علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے راوی،

من غسل میتا وکفنہ وحنطہ وحملہ وصلی علیہ و لم یفش علیہ ما رأی خرج من خطیئتہ مثل ما ولدتہ امہ[4]

جو کسی میّت کو نہلائے، کفن پہنائے، خوشبو لگائے، جنازہ اٹھائے، نماز پڑھے اور جو ناقص بات نظر آئے اُسے چھپائے وہ اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہُوا تھا۔

اب اگر نمازِ جنازہ میں تکرار کی اجازت دیتے ہیں تو لوگ تسویف وکسل کی گھاٹی میں پڑیں گے۔ کہیں گے کہ جلدی کیا ہے اگر ایک نماز ہو چکی ہم دوبارہ پڑھ لیں گے۔ اس تقدیر پر اگر لوگوں کا انتظار کیا جائے تو جنازہ کو دیر ہوتی ہے اور جلدی کیجئے تو جماعت ہلکی رہتی ہے اور دونوں باتیں مقصودِ شرع کے خلاف، لاجرم مصلحت

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجنائز نور محمد اصح المطابع کراچی ۱/۳۰۷
[2]
[3] مجمع الزوائد بحوالہ المعجم اوسط باب تجہیز المیت دار الکتاب بیروت ۳/۲۰
[4] سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی غسل المیت ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۰۶

شرعیہ اسی کی مقتضی ہوئی کہ نکرار کی اجازت نہ دیں جب لوگ جانیں گے کہ اگر نماز ہو چکی تو پھر نہ ملے گی اور ایسے افضال عظیمہ ہاتھ سے نکل جائیں گے تو خواہی نہ خواہی جلدی کرتے حاضر آئیں گے اور میت کے فائدے اور اپنے بھلے کے لئے جلد جمع ہو جائیں گے اور شرع مطہر کے دونوں مقصد باحسن وجوہ رنگ ظہور پائیں گے۔

الحمد للہ! یہ ایک ادنیٰ ثمرہ ہے اُس اُلٰہی عالم ربانی حاکم کی نظر حقائق نگر کا جو مصداق اعلیٰ عظیم بشارت والا اُس حدیث صحیح کا ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

لوکان العلم معلقا بالثریا التناولہ قوم من ابناء فارس[١] رواہ الامام احمد فی المسند وابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی ھریرۃ والشیرازی فی الالقاب عن قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

علم اگر ثریا پر معلق ہوتا تو اولادِ فارس سے کچھ لوگ اسے وہاں سے بھی لے آتے۔ اسے امام احمد نے مسند میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابوہریرہ سے اور شیرازی نے القاب میں حضرت قیس بن سعد سے روایت کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

اعنی امام الائمہ سراج الامۃ کاشف الغمۃ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی رائے منیرہ نظرِ بے نظیر تمام مصالح شرعیہ کو محیط وجامع، اور مومنین کے لئے ان کی حیات وموت میں خیر محض و نافع

فجزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین کل خیر وقاہ وتابعیہ بحسن الاعتقاد کل ضر وضیر آمین یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولٰنا محمد وآلہ وصحابتہ ومجتھدی ملۃ اجمعین آمین!

تو خدا اسلام اور مسلمانوں کی جانب سے انھیں خیر کا صلہ دے اور انھیں اور حُسنِ اعتقاد کے ساتھ ان کا اتباع کرنے والوں کو ہر تکلیف اور نقصان سے بچائے، اور سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! قبول فرما۔ اور سب خوبیاں اللہ کیلئے جو سارے جہانوں کا مالک ہے۔ اور خدائے برتر ہمارے آقا و مولا حضرت محمد، ان کی آل، ان کے صحابہ اور ان کے دین کے مجتہدین سب پر درود و سلام نازل فرمائے۔ الٰہی! قبول فرما!

---

[١] مسند احمد بن حنبل مروی از ابوہریرہ دارالفکر بیروت ۲/۲۹۷، ۴۲۰، ۴۲۲، ۴۶۹
۔ حلیۃ الاولیاء ترجمہ نمبر ۳۲۸ شہر بن حوشب دارالکتاب العربی بیروت ۶/۶۴
جامع الصغیر مع فیض القدیر حدیث ۷۴۶۴ دارالمعرفۃ بیروت ۵/۳۲۳

الحمد للہ کہ یہ مجمل و مختصر عجالہ بسلخ رجب کو عزہ سماسے تمام ہوا اور بلحاظ تاریخ النہی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز نام ہوا ۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ازشہر چاٹگام موضع پربا کلیہ مکان روشن علی مستری مرسلہ منشی محمد اسمٰعیل ۳ شوال ۱۳۳۰ھ
کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے جنازہ کی نماز کے مرتبہ پڑھی گئی۔ اور اول کس شخص نے پڑھائی تھی ؟ بینوا توجروا ۔

الجواب

صلی اللہ تعالٰی علٰی حبیبہ وآلہ وبارك وسلم۔ سائل کو جواب مسئلہ سے زیادہ نافع یہ بات ہے کہ درود شریف کی جگہ جو عوام وجہال صلعم یا ۓ یا م یا ص یا صللم لکھا کرتے ہیں محض مہمل و جہالت ہے القلم احد اللسانین (قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے ۔ت) جیسے زبان سے درود شریف کے عوض یہ مہمل کلمات کہنا درود کو ادا نہ کرے گا یونہی ان مہملات کا لکھنا درود لکھنے کا کام نہ دے گا ۔ ایسی کوتاہ قلمی سخت محرومی ہے ۔ میں خوف کرتا ہوں کہ کہیں ایسے لوگ فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم[1] (تو ظالموں نے بدل ڈالی وہ بات جو ان سے کہی گئی تھی ۔ت) میں داخل ہوں ۔ نام پاک کے ساتھ ہمیشہ پورا درود لکھا جائے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۔ جنازہ اقدس پر نماز کے باب مختلف ہیں ۔ ایک کے نزدیک یہ نماز معروف نہ ہوئی بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر آتے اور صلوٰۃ وسلام عرض کرتے بعض احادیث بھی اسی کی مؤید ہیں کما بیناھا فی رسالتنا النہی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز (جیسا کہ انھیں ہم نے اپنے رسالہ النہی الحاجز عن تکرار صلوٰۃ الجنائز میں بیان کیا ہے ۔ت) اور بہت علماء یہی نماز معروف مانتے ہیں ، امام قاضی عیاض نے اسی کی تصحیح فرمائی کما فی شرح الموطا للزرقانی (جیسا کہ علامہ زرقانی کی شرح موطا میں ہے ۔ت) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ تسکین فتن وانتظام امت میں مشغول جب تک ان کے دست حق پرست پر بیعت نہ ہوئی تھی ، لوگ فوج فوج آتے اور جنازہ انور پر نماز پڑھتے جاتے ، جب بیعت ہو لی ولی شرعی صدیق ہوئے انھوں نے جنازہ مقدس پر نماز پڑھی ، پھر کسی نے نہ پڑھی کہ بعد صلوٰۃ ولی پھر اعادہ نماز جنازہ کا اختیار نہیں ۔ ان تمام مطالب کی تفصیل قلیل فقیر کے رسالہ مذکورہ میں ہے ۔ مبسوط امام شمس الائمہ

---

[1] القرآن ۲/ ۵۹

سرخسی میں ہے:

ان ابابکر رضی اللہ تعالٰی عنہ کان مشغولا بتسویۃ الامور وتسکین الفتنۃ فکانوا یصلون علیہ قبل حضورہ وکان الحق لہ لانہ ھو الخلیفۃ فلما فرغ صلی علیہ ثم لم یصل احد بعدہ علیہ۔[1]

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالٰی عنہ معاملات درست کرنے اور فتنہ فرو کرنے میں مشغول تھے لوگ ان کی آمد سے پہلے آکر صلوٰۃ پڑھتے جاتے، اور حق ان کا تھا اس لئے کہ وہ خلیفہ تھے، تو جب فارغ ہوئے نماز پڑھی، پھر اس کے بعد نماز نہ پڑھی گئی۔ (ت)

بزار و حاکم و ابن منیع و بیہقی اور طبرانی معجم اوسط میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا غسلتمونی وکفنتمونی فضعونی علی سریری ثم اخرجوا عنی فان اول من یصلی علی جبریل ثم میکائیل ثم اسرافیل ثم ملک الموت مع جنودہ من الملئکۃ باجمعھم ثم ادخلوا علی فوجا بعد فوج فصلوا علی وسلموا تسلیما۔[2]

جب میرے غسل وکفن سے فارغ ہو مجھے نعش مبارک پر رکھ کر باہر چلے جاؤ سب سے پہلے جبریل مجھ پر صلوٰۃ کریں گے پھر میکائیل پھر اسرافیل پھر ملک الموت اپنے سارے لشکروں کے ساتھ پھر گروہ گروہ میرے پاس حاضر ہو کر مجھ پر درود وسلام عرض کرتے جاؤ۔

واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم۔

---

[1] مبسوط امام سرخسی باب غسل المیت دار المعرفۃ بیروت ۶۷/۲

[2] المستدرک علی الصحیحین کتاب المغازی دار الفکر بیروت ۶۰/۳

شرح الزرقانی علی موطا الامام مالک بحوالہ البزار باب ۱۴۹ المکتبۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر ۶۶/۲